عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ

ختم نبوۃ

انٹرنیشنل
جلد نمبر ۹ ، شمارہ نمبر ۳۸
KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جب انتظامیہ عدلیہ بن جائے تو وہ انتقامیہ بن جاتی ہے

نوعمر بچوں اور اسکول کے طلباء کیلئے ابتدائی تعلیمات اسلامیہ کا مختصر کورس

اسلامی حکومت اور فرماں روائی کا ایک نمونہ

افادات
مناظر اسلام حضرت مولانا
لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ

عدلِ فاروقیؓ کا ایک تاریخی اور نادر واقعہ

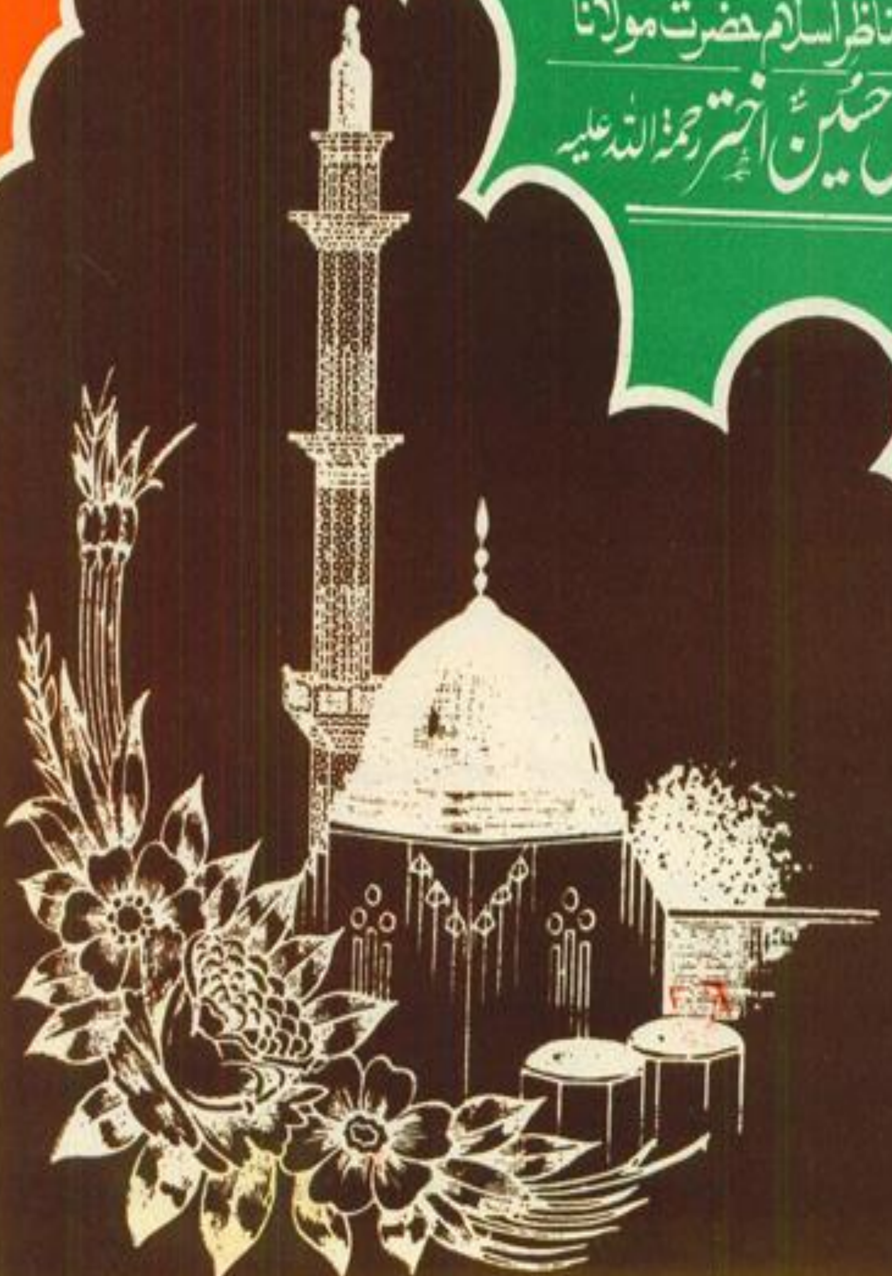

قادیانی جھوٹے پیشوا مرزا طاہر کی دل آزار اور اشتعال انگیز حرکت "بیت اللہ شریف اور مسجدِ نبوی سے اُٹھنے والی آوازیں خدا اور رسول کی آوازیں نہیں"

آپ کے مسائل

آرام وسکون حاصل کرنے کیلئے وظیفہ

سید احمد رازی۔ واہنوال

س: چند ماہ ہوئے میری پیاری سی بہن وفات پاگئی ہے۔ موت سے چند منٹ پہلے میں اٹھ کر گیا۔ پھر کبھی نہ بات ہونے والی بات ہوگی۔ دل کی مریضہ تھی میں اس سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ کیسے ہوگی؟

ج: نیک ہو! انشاء اللہ آخرت میں ملاقات ہوگی۔

۲۔ میں اس کے لئے والدہ، دیگر عزیز و اقارب اور تمام ایک مسلم کے لئے دو نفل نماز پڑھتا ہوں، کیا صحیح ہے؟

ج: صحیح ہے۔ بہت اچھا کرتے ہیں۔

س: میں صبح وشام سورہ یٰسین، سورہ واقعہ، سورۃ تبارك الذی اور سورۃ مزمل اپنے اور ان تمام کے لئے پڑھتا ہوں۔ کیا درست ہے یا علیحدہ علیحدہ پڑھنی ہوں گی۔

ج: علیحدہ علیحدہ کی ضرورت نہیں ہے جو کچھ پڑھا جائے۔ سب کو ایصال ثواب کردیا جائے۔

س: میرے لئے کوئی آسان وظیفہ بتلادیں۔ بہت مہربانی ہوگی تاکہ رب العزت مجھے بھی آرام وسکون عطا فرمائیں مشکلات سے نجات ملے۔

ج: روزانہ دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے اس کی رضا و محبت اور تمام پریشانیوں سے نجات کی دعا کیا کیجئے اور درود شریف کثرت سے پڑھا کیجئے۔

س: کیا عالم برزخ میں ارواح آپس میں میل ملاقات رکھتی ہیں؟

ج: نیک ارواح کی ملاقات ہوتی ہے۔

س: اکٹھی رہتی ہیں (۲) علیحدہ علیحدہ رہتی ہیں اور ملتی رہتی ہیں یا خاندان کے حساب سے رہتی ہیں۔

ج: اپنے اپنے درجہ کے مطابق ہر شخص رہتا ہے۔

س: چالیس سالہ زندگی کچھ یوں گذری ہے کہ خود اپنے آپ سے نفرت ہونے لگی۔ خود کو خود پر بوجھ محسوس کرتا ہوں دکھ بیماری فاقہ کشی کے علاوہ زندگی میں بہت ہی کم وقفہ راحت نصیب ہوئی۔ اچھے لوگوں میں بیٹھتا ہوں ویسی ہی سوچ رکھتا ہوں۔ ماں باپ، بہن بھائیوں یتیم بچوں کی خدمت کرنا چاہتا ہوں، مگر بے بس مجبور ہوں۔ کوئی ڈھنگ کی نوکری نہ ملی، ہزار ہا جگہوں پر مختلف طریقے اپنائے کامیابی نصیب ہی نہیں ہے۔ گھر کے حالات دیکھتا ہوں تو رو لیتا ہوں۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ شاید قدرت ناراض ہی ہے۔ شاید مجھ جیسوں سے موت بھی ناراض ہوتی ہے۔ احساس کمتری کا شکار ہوا جا رہا ہوں۔ کوئی دعا کوئی وظیفہ مجھ کو راس نہیں آرہا ہے پھر بھی (تجارت اور نوکری میں بھی کامیابی نہیں ملتی بہتیری کوشش کی ہیں) دعا فرماتے رہیں کہ رب رحیم کریم مجھ کو اس ذلت ورسوائی، تنگی و فاقہ کشی اور امتحانات سے نجات فرمائیں اور مجھ بدنصیب اور بدبخت سے بھی راضی ہوجائیں۔ اپنوں کے طعنے اور زندگی نے اتنے دکھ دیئے ہیں کہ زندگی جو کہ ایک رحمت و نعمت ہے ایک عذاب محسوس ہونے لگی ہے۔

ج: آپ کیلئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو راحت و سکون نصیب فرمائیں۔ آپ کسی اللہ تعالیٰ کے نیک بندے کی صحبت میں بیٹھا کریں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے اور دنیاوی تکلیف اور تنگیوں کا ہونا اللہ تعالیٰ کے یہاں مردود ہونے کی علامت نہیں، آدمی کو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہنا چاہیئے۔

شریعت محمدیہ کے بعد یہود و نصاریٰ کی کتابوں کے مطالعہ کی ضرورت نہیں

شاہد نواز۔ لاہور

س: میں عرصہ دراز سے ایک مسئلہ میں الجھا ہوا ہوں اور وہ یہ ہے کہ کیا اس نیت سے زبور، تورات، یا انجیل کا مطالعہ کرنا درست ہے کہ اس سے اسلام کی حقانیت معلوم ہوجائے یا یہ معلوم کرنے کے لئے کہ دوسرے مذاہب اور اسلام میں کیا فرق ہے یا ان کے پڑھنے سے یہ مقصود ہو کہ قرآن کسی قوم یا معاشرہ کی کس طرح اور کن اصولوں پر تشکیل کرنے کا حکم دیتا ہے اور دوسری مقدس کتابیں کسی معاشرہ کو تشکیل دینے میں کیا اصول دیتی ہیں اور دونوں کے کیا فوائد ہیں؟

میرے ایک دوست نے کہا کہ دیکھو بھائی، جب تک ہم زبور، انجیل اور تورات وغیرہ کا مطالعہ نہیں کریں گے ہم کس طرح یہ ثابت کرسکیں گے کہ اسلام ایک سچا مذہب ہے اور دوسرے مذاہب میں فلاں فلاں کوتاہیاں ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ آپ پہلے اسلام کا کچھ مطالعہ رکھتے ہوں پھر ان کتابوں کا مطالعہ کریں تاکہ یہ معلوم ہوسکے کہ واقعی ان کتابوں میں ردو بدل ہوچکا ہے۔ انھوں نے کہا کہ بالفرض تمہاری کسی اہل کتاب سے ملاقات ہوجاتی ہے اور وہ کہتا ہے کہ میرا مذہب سچا ہے اور تمہارا مذہب سچا نہیں ہے تو تم اس کو کیا جواب دو گے؟ اگر تم نے انکی کتابوں کا بنظر تنقید مطالعہ کیا ہوگا تو تم اس کو دلیل دے سکو گے کہ بھئی تمہاری فلاں کتاب میں فلاں جگہ جو درج ہے وہ تمہاری کتاب کے سابقہ ایڈیشن سے نہیں ملتا یا اس بات کی دوسری دو کتابیں تردید کررہی ہیں تو پھر بات بنے گی۔ اور اگر تم حوالہ جات قرآن سے دو گے تو وہ ایک تو ماننے کا ہی نہیں اور اگر تم صرف یہ کہتے رہے کہ نہیں جی صرف اسلام سچا مذہب ہے اور تم اسے اس کے جھوٹے ہونے کی کوئی دلیل بھی نہیں دے رہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم نے ایک رٹ لی ہے کہ تمہارا مذہب سچا ہے۔

اگر میرے دوست کی بات صحیح مان لی جائے تو پھر وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب شاید تورات پڑھ رہے تھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک غصہ سے لال ہوگیا، کا واقعہ کس طرف جائے گا۔

میں نے ایک مولوی صاحب سے پوچھا، تو انہوں نے

باقی صــ۲۶ پر

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

انٹرنیشنل

۲۷ شوال تا ۴ ذی القعدہ ۱۴۱۱ھ مطابق ۹ تا ۱۵ مئی ۱۹۹۱ء | جلد نمبر ۹ | شمارہ نمبر ۴۸

مدیر مسئول عبدالرحمٰن باوا

اس شمارے میں

۱:۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل ـــــــــ ۲
۲:۔ نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ـــــــــ ۴
۳:۔ قادیانی پیشوا مرزا طاہر کی اشتعال انگیز حرکت (اداریہ) ـــــــــ ۵
۴:۔ دس ہزار درہم کا ہدیہ قبول نہ کرنا ـــــــــ ۷
۵:۔ حکومت و فرماں روائی کا ایک نمونہ ـــــــــ ۸
۶:۔ جب انتظامیہ عدلیہ بن جائے ـــــــــ ۱۰
۷:۔ ہمارے دینی مدارس ـــــــــ ۱۱
۸:۔ سورۂ فاتحہ کے چند نام ـــــــــ ۱۳
۹:۔ عدلِ فاروقیؓ کا ایک نادر واقعہ ـــــــــ ۱۴
۱۰:۔ نو عمر بچوں کیلئے ابتدائی تعلیمات اسلامیہ (قسط اول) ـــــــــ ۱۵
۱۱:۔ نماز میں خشوع ـــــــــ ۱۸
۱۲:۔ نماز جامع ترین اور مقرب ترین عبادت ـــــــــ ۱۹
۱۳:۔ غیر اسلامی اخلاق قرآن و سنت کی روشنی میں ـــــــــ ۱۹
۱۴:۔ حضرت عیسیٰؑ کی وفات پر قادیانیوں کی دسیسیں (آخری قسط) ـــــــــ ۲۰
۱۵:۔ مرزا قادیانی اور مرزائیت کا اصلی روپ (آخری قسط) ـــــــــ ۲۳

ایڈیٹر پبلشر: عبدالرحمٰن یعقوب باوا — طابع: سید شاہد حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: ۳۰ جناح روڈ کراچی

سرپرست

شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر | مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مولانا منظور احمد الحسینی | مولانا بدیع الزمان

سرکولیشن منیجر

محمد انور

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ
کراچی ۷۴۸۰۰۔ پاکستان
فون نمبر ۷۷۱۱۶۷

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PH: 071-737-8199.

چندہ

سالانہ	۱۵۰ روپے
ششماہی	۷۵ روپے
سہ ماہی	۳۵ روپے
فی پرچہ	۳ روپے

چندہ

غیر ممالک سالانہ بذریعہ ڈاک
۴۵ ڈالر

چیک یا ڈرافٹ بنام "ویکلی ختم نبوت"
الائیڈ بنک بنوری ٹاؤن برانچ
اکاؤنٹ نمبر ۳۹۳ کراچی پاکستان
ارسال کریں

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

از۔ ذکاء الحق اختر صدیقی
شادانی اٹک

وہی بدرُ الدُجیٰ کیفُ الوریٰ ہیں
وہی شمسُ الضحیٰ نورُ الہدیٰ ہیں

خدا کے بعد افضل اور اکرم
وہی سب سے بڑے صدرُ العلیٰ ہیں

وہی سب سے زیادہ باخدا ہیں
خدا لیکن نہیں عبدِ خدا ہیں

خدا کا راستہ دکھلا گئے ہیں
وہی بے مثل اپنے رہنما ہیں

خدا والا بنایا کافروں کو
ہمارے آقا ایسے باخدا ہیں

نظام اُن کا ہی ہے مطلوب سب کو
حقیقت میں وہ سب کا مُدعا ہیں

ہے اُن کی اقتدا مقصودِ عالم
وہی دراصل سب کے مقتدا ہیں

ہے عاشق دنیا اُن کے نقشِ پا کی
زبانی ہم تو کرتے ادعا ہیں

ہے سخت افسوس اُن کی پیروی سے
ہم اُن کے اُمتی نا آشنا ہیں

ہمیں ہے اُن کی حُب کا گرچہ دعویٰ
عمل میں اُن سے ہم بیحد جُدا ہیں

ہیں عاصی پر مُعاصی بے شُبہ ہم
پہ اپنے جسم و جاں اُن پہ فدا ہیں

ہیں اُن کی آن پر مرنے کو تیار
کچھ ایسے شہری بھی اور روستا ہیں

کوئی گستاخ شرد ھانند گر ہو
بدن سے اُس کا سر کرتے جُدا ہیں

کرے گستاخی گر رجپال کوئی
اُسے ہم موت کی دیتے سزا ہیں

کرے توہین جو اُن کی اُسے ہم
جہنم کا دکھاتے راستا ہیں

ہیں اب بھی علم دینِ قیوم ہم میں
جو ملعون رشدی سے بیحد خفا ہیں

وہ ہیں اب تاک میں کہ خبث کی ہر دم
کریں گے سر قلم جو برملا ہیں

محمد آبروئے دوسرا ہیں
نہ ہوں کیوں؟ خاص محبوبِ خدا ہیں

ستاروں کی طرح اصحاب اُن کے
ہیں محسن اور ہمارے رہنما ہیں

کریں برداشت ہم توہین اُن کی؟
ہیں عاصی پر نہ اتنے بے وفا ہیں

نہ گستاخی صحابہؓ کی سہیں گے
جو شاتم اُن کے ہیں وہ بے حیا ہیں

ابوبکرؓ و عمرؓ۔ عثمانؓ و حیدرؓ
یہ چاروںؓ خاص یارِ باصفا ہیں

اَمَنّ النّاس ہیں بوبکرؓ جن کو
خدا ہے کافی۔ محبوبِ خدا ہیں

عمرؓ کی شان ہے کیا؟ اللہ اکبر
وہیؓ تو کفر کی مُبرم قضا ہیں

نہ دی جاگیرداری ہونے قائم
کسانوں کے وہ حامی بے ریا ہیں

کہا تھا گاندھی نے یہ کانگریس سے
عمرؓ بے مثل اک فرمانروا ہیں

وزیر ایسے بنائے کانگریس سب
سمجھتے جو روش اُنؓ کی بجا ہیں

وزیر ایسے ہی کاش اب ہم بنائیں
جو پیرو ہیں عمرؓ کے باصفا ہیں

اگر اَحیاء ہیں عثمانؓ ابنِ عفان
تو اَقضیٰ بس علیؓ شیرِ خدا ہیں

ہیں ازواجؓ آپ کی اُمت کی مائیں
اور اُن کی آل کی ہم خاکِ پا ہیں

چلا نقشِ قدم پر ان کے یارب
یہی اب تجھ سے کرتے ہم دُعا ہیں

کریں اسلام ہم رائج الٰہی
طلب گارِ نظامِ مُصطفیٰ ہیں

کرے گا مدح کیا اُن کی تُو اختر
کہ جن میں خوبیاں بے انتہا ہیں

قادیانی پیشوا مرزا طاہر کی اشتعال انگیز اور دل آزار حرکت

قادیانیوں کے جھوٹے پیشوا مرزا طاہر نے اپنے ایک خطبہ میں جو یکم فروری لندن میں دیا اور ۱۱ مارچ کے الفضل ربوہ میں شائع ہوا مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے بارے میں یہ بکواس کی ہے۔

"تم یہ سمجھتے ہو کہ مکے اور مدینے کے میناروں سے جو آوازیں بلند ہوتی ہیں، یہ اللہ اور رسول کی آوازیں ہیں لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ ان میناروں پر صرف لاؤڈ اسپیکر لگے ہوئے ہیں اور مائیکروفون واشنگٹن میں ہیں اور ان مائیکروفونوں پر بولنے والا اسرائیل ہے، کیونکہ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ کسی لمبی چوڑی دلیل کی ضرورت نہیں .... کہ سعودی عرب کلیتہً امریکہ کے قبضہ قدرت میں ہے اور امریکہ کلیتہً اسرائیلی اقتدار میں داخل ہو چکا ہے۔"

اس کے بعد مرزا طاہر نے اس کو الزام قرار دیا کہ قادیانی جماعت انگریز کی ایجنٹ ہے۔ اس نے کہا کہ اب حالات نے ثابت کر دیا ہے کہ انگریزوں کا ایجنٹ کون ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔ سعودی عرب نے امریکہ کو عراق کے خلاف دعوت دی۔ صحیح کیا یا غلط ہم اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتے، کیونکہ یہ سعودی عرب کا اپنا مسئلہ ہے اور وہ ایک آزاد اور خود مختار مملکت ہے، البتہ وہاں کی حکومت کی پالیسیوں سے اختلاف کیا جا سکتا ہے اور اختلاف کیا بھی ہے لیکن کسی بھی شخص نے یہ بکواس نہیں کی کہ مکے اور مدینے کے میناروں سے آذان کی جو آواز بلند ہوتی ہے اور توحید و رسالت کے جو نغمے گونجتے ہیں، وہ اللہ اور رسول کی آواز نہیں اور نہ ہی کسی نے یہ جسارت کی کہ وہاں کے میناروں پر جو لاؤڈ اسپیکر نصب ہیں، ان کے مائیکروفون واشنگٹن میں ہیں اور بولنے والا اسرائیل ہے۔ یہ باتیں وہی شخص کہہ سکتا جس کا اپنا دامن داغدار ہو۔

۱ ـــــ مرزا طاہر نے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے خلاف اپنے دل کی بھڑاس اس لئے نکالی ہے کہ ان کا داخلہ وہاں ممنوع ہے، اس لئے کہ وہ مرتد، زندیق، کافر اور گستاخ رسول ہیں۔ انہوں نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں "احمد عجمی" کا تصور پیش کیا اور مرزا قادیانی، جاہل و ملعون کو حضورؐ کی پاک مسند پر بٹھانے کی کوشش کی۔

۲ ـــــ انہوں نے خانہ کعبہ اور مسجد نبوی کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کے "مدفن" قادیان کو (خانہ کعبہ اور مسجد نبوی کی طرح) تقدس کا لبادہ پہنایا۔

خانہ کعبہ کا جو مقام و مرتبہ ہے، اس کے بارے میں مختصراً اتنا عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے اسے ہدایت کا مرکز قرار دیا۔ قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے:

ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکاً وھدًی للعلمین

۱۔ ـــــ خدائے پاک نے اس کو پہلا گھر مقرر کیا۔

۲ ـــــ وہ مکہ معظمہ کے درمیان ہے برکت والا۔

۳ ـــــ وہ ہدایت کا مرکز ہے۔ عالمین کے لئے جس میں اللہ تعالیٰ کی کھلی نشانیاں ہیں وغیرہ وغیرہ

اسی آیت کریمہ کے مفہوم کو علامہ اقبالؒ نے اپنے اس شعر میں یوں بیان کیا ہے۔

دنیا کے بت کدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا ؎ ہم اس کے پاسباں ہیں وہ پاسباں ہمارا

جو شخص وہاں ایک نماز ادا کرتا ہے تو اس ایک نماز کے بدلے میں اسے ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔ دوسرے نمبر پر مسجد نبوی ہے جہاں سرکار دو عالم تاجدار ختم نبوت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں، جہاں ہزاروں مسلمانوں کے علاوہ صبح و شام ستر ہزار فرشتہ نازل ہو کر حضور سرور کائنات کے حضور نذرانہ درود و سلام پیش کرتا ہے جس کے بارے میں حضورؐ کا ارشاد گرامی ہے۔

مابین بیتی و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ

یعنی میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان زمین کا جو حصہ ہے وہ جنت کے باغوں میں ایک باغ ہے۔

ان دونوں مقامات مقدسہ کے بارے میں مرزا طاہر کی یہ بکواس کرنا کہ وہاں سے اٹھنے والی آوازیں خدا اور رسول کی آوازیں نہیں، نہ صرف گستاخی ہے بلکہ اشتعال

انگریزی اور کروڑوں مسلمانوں کی دل آزاری بھی ہے۔ افسوس ہے کہ اخبار الفضل جس میں مرزا طاہر کی یہ بکواس شائع ہوئی پاکستان جیسے مسلمان ملک میں چھپ رہا ہے اور اس حکومت کے دور میں چھپ رہا ہے جس نے خود پر اسلام کا لیبل چسپاں کیا ہوا ہے اور اسی اسلام کی مدعی حکومت کے دور میں اس اخبار کے بند ہونے کے بعد دوبارہ اجراء کی اجازت بھی ملی ہے۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

اگر مکہ اور مدینہ کے میناروں سے بلند ہونے والی آوازیں خدا اور رسول کی آوازیں نہیں تو کیا قادیان اور ربوہ کے میناروں سے بلند ہونے والی آوازیں خدا اور رسول کی آوازیں ہیں؟ اگر مرزائیوں کی کتابیں کھنگالیں تو ہمیں اس کا جواب نفی میں ملے گا۔ وہاں سے اٹھنے والی آوازیں خواہ سننے والوں کو وہ خدا اور رسول کی آوازیں معلوم ہوتی ہوں، حقیقت میں وہ یہود و نصاریٰ کی آوازیں ہوں گی۔ ہم بلا تحقیق کے نہ تو بات کرتے ہیں نہ ہی کسی پر جھوٹا الزام عائد کرتے ہیں مرزائیوں کی اپنی کتابوں کے حوالے ملاحظہ کیجئے۔ تو آیئے سب سے پہلے مرزا کے دعاوی پر نظر ڈالتے ہیں۔

مرزا قادیانی تذکرہ طبع ۲ صفحہ ۴۳۵۔ اربعین ۲ صفحہ ۳۴ پر لکھتا ہے۔

وانت اسمی الاعلیٰ۔ یعنی مرزا قادیانی کا ایک الہام میں "الاعلیٰ" نام رکھا گیا۔

(یاد رہے کہ فرعون نے بھی یہی دعویٰ کیا تھا۔ انا ربکم الاعلیٰ)

اس نے کتاب البریہ صفحہ ۸۵ تا صفحہ ۸۶ اور آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۶۴ پر جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔

۱ ــــــ میں نے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین بھی کر لیا کہ واقعی خدا ہوں۔

۲ ــــــ میری اپنی عمارت گر گئی اور رب العالمین کی عمارت نظر آنے لگی اور الوہیت بڑے زور سے مجھ پر غالب ہوئی۔

۳ ــــــ اور اس حالت میں، میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب اور تفریق نہ تھی۔

۴ ــــــ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا انا زینا السماء الدنیا بمصابیح۔

۵ ــــــ پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے۔

۶ ــــــ اور تذکرہ صفحہ ۵۲۵، صفحہ ۶۵۶ طبع دوم صفحہ ۸۲۶ نیز حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۵ پر کہتا ہے۔

انما امرک اذا اردت شیئاً ان تقول لہ کن فیکون (یہاں مرزا نے صفت کن فیکون کا مالک ہونے کا دعویٰ اور کہا کہ (اے مرزا) تو جس بات کا ارادہ کرتا ہے، وہ تیرے حکم سے فی الفور ہو جاتی ہے۔

یہ تو مرزا قادیانی کے خدائی سے متعلق دعاوی تھے۔ اب ملاحظہ کیجئے کہ اس نے یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ محمد رسول اللہ میں ہوں۔

۱ ــــــ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم۔ اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔ (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۳ طبع سوم۔ ربوہ)

۲ ــــــ آدمم نیز احمد مختار = دربرم جامۂ ہمہ ابرار

۳ ــــــ وقال وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین۔ یعنی گفت ترا از بہر ہمیں غرض فرستادم کہ بر تمام جہانیاں رحمت کنیم۔
(یعنی میں رحمت للعالمین ہوں) (انجام آتھم صفحہ ۷۸)

مرزا قادیانی کے "خدائی" اور "مصطفائی" کے دعوؤں کے بعد اب ہم ایک سرسری نظر قادیانیوں کے اس عقیدے پر ڈالتے ہیں کہ ان کا مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے مقابلہ میں اپنے مرکز "قادیان" کے بارے میں کیا عقیدہ ہے۔ لیجئے ملاحظہ فرمائیے۔

۱ ــــــ مرزا قادیانی درثمین صفحہ ۵۲ پر یہ شعر لکھتا ہے۔

زمین قادیاں اب محترم ہے ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

۲ ــــــ آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۵۲ پر مرزا لکھتا ہے۔

" لوگ معمولی اور نفلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں مگر اس جگہ (قادیان میں) ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطر کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی ہے "

۳ـــــ ومن دخلہ کان آمنا۔ قادیان کی مسجد (مرزائی) جائے امن ہے۔ (تبلیغ رسالت صفحہ ۱۵۲ صفحہ ۱۵۳ ج ۶)

۴ـــــ جیسے احمدیت کے بغیر یعنی مرزا کو چھوڑ کر جو اسلام باقی رہ جاتا ہے وہ خشک اسلام ہے۔ اسی طرح اس ظلی حج (جلسہ قادیان) کو چھوڑ کر مکہ والا حج بھی خشک رہ جاتا ہے۔ (پیغام صلح ۱۹ اپریل ۱۹۳۳ء)

۵ـــــ عرب نازاں ہے گر ارض حرم پر ٭ تو ارض قادیاں فخر عجم ہے

۶ـــــ مرزا قادیانی کا بیٹا اور قادیانیوں کا دوسرا پیشوا آنجہانی مرزا محمود قادیانی ایک "خطبہ" میں کہتا ہے۔

"مقام قادیان وہ مقام ہے جس کو خدا تعالیٰ نے تمام دنیا کے لئے ناف کے طور پر فرمایا (جبکہ یہ کعبۃ اللہ کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ وہ تمام روئے زمین کا ناف یعنی درمیان ہے) اور اس کو تمام جہانوں کے لئے اُمّ قرار دیا ہے (ام القریٰ بھی مکہ مکرمہ کے بارے میں ہی کہا گیا ہے جبکہ مرزا محمود قادیان کو کہہ رہا ہے)

اس ساری بحث کا خلاصہ یہ نکلتا ہے کہ:۔

۱ـــــ قادیان ہو یا ربوہ یا جہاں بھی قادیانی مرزائیوں میں اللہ اکبر کی صدا بلند ہوتی ہے۔ اس سے مراد کائنات کا خالق حقیقی اللہ رب العالمین نہیں بلکہ مرزا قادیانی ہے۔

۲ـــــ اور جب وہ محمد رسول اللہ کہتے ہیں تو اس سے حضور تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس مراد نہیں لی جاتی بلکہ اشہد ان محمداً رسول اللہ سے مراد مرزا قادیانی ہے۔

۳ـــــ قادیان ارض حرم ہے۔ وہ روئے زمین کا ناف اور ام القریٰ ہے۔

پس قادیان ربوہ یا دوسرے مقامات پر قادیانی جو آواز بلند کرتے ہیں وہ خدا اور رسول کی آواز نہیں بلکہ مرزا قادیانی کی آواز ہے اور مرزا قادیانی چونکہ یہود و نصاریٰ کا ایجنٹ تھا۔ اس لئے یہ آواز مرزا قادیانی کی بھی نہیں بلکہ یہود و نصاریٰ کی آواز ہے۔ ان مقامات پر لاؤڈ اسپیکر تو یہاں نصب ہیں، لیکن ان کے مائیکروفون لندن اور واشنگٹن اور تل ابیب میں ہیں۔ مرزا طاہر الزام مکے مدینے اور سعودی حکومت کو دیتا تھا تصور اپنا نکل آیا۔

رہی یہ بات کہ قادیانی یہود و نصاریٰ کے ایجنٹ ہیں یا نہیں جیسا کہ مرزا طاہر نے اسے محض مسلمانوں کی طرف سے ایک الزام قرار دیا ہے تو یہ بھی سراسر غلط بیانی اور جعل سازی اور اصل حقائق پر پردہ ڈالنے کی ایک ناکام کوشش ہے۔ مسلمان جو کچھ کہتے ہیں وہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ خود ان کی کتابوں سے انہیں یہود و نصاریٰ کا ایجنٹ ثابت کرتے ہیں اور انشاء اللہ اس اداریے کے دوسرے حصہ میں ہم وہ حوالے پیش کریں گے جن سے آفتاب نصف النہار کی طرح یہ ثابت ہو جائے گا کہ مسلمان جو کچھ کہتے ہیں وہ محض افترا یا الزام نہیں بلکہ حقیقت ہے۔

دس ہزار درھم کا ھدیہ قبول نہ کرنا

محمد شفیع عمر الدین ۔ میر پور خاص سندھ

ایک شخص نے دس ہزار درہم حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کئے۔ اور نہایت عاجزی سے عرض کی کہ حضرت انہیں قبول فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تو یہ بات پسند کرتا ہے کہ میرا نام درویشوں کی فہرست میں سے کاٹ دیا جائے؟ لہٰذا آپ نے یہ رقم قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ (کیمیائے سعادت فارسی ص ۳۹۸)

آپ ہی کا قول ہے کہ ہم نے فقیری طلب کی تو غنا (تونگری) خود بخود سامنے آ گئی۔ اور لوگوں نے تونگری کو طلب کیا تو فقیری و محتاجی ان کے سامنے آ گئی۔

(ماہنامہ تذکرہ دیوبند ۱۰ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

سبحان اللہ! حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے دولت و سلطنت اپنی خوشی سے ترک کر کے زہد اختیار کیا تھا۔ اس لئے ان کو دنیاوی مال و دولت کی طرف رغبت نہ تھی۔ ہم کمزور بندے اس بلند پایہ بزرگ کے مرتبے کو نہیں پا سکتے۔ اور ان جیسا زہد اختیار کرنے سے عاجز ہیں۔ مگر اس واقعہ سے نصیحت حاصل کر کے ہمیں کم از کم اتنا تو ضرور کرنا چاہیئے کہ بقدر ضرورت قوت پر قانع و شاکر رہیں۔ اور حلال روزی جائز کسب سے حاصل کریں۔ اور حرام و مشتبہ سے کنارہ کریں۔ رشوت۔ کاروبار میں ٹھگی۔ دغا۔ فریب۔ جھوٹ۔ چوری اور ڈاکہ زنی وغیرہ سے دور رہ کر دوسروں کے مال پر ناحق قبضہ کرنے سے بچتے رہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ زہد کس چیز کا نام ہے؟ آپ نے فرمایا کہ کسب حلال اور آرزوؤں کا کوتاہ ہونا زہد ہے۔

(مشکوٰۃ)

باقی صفحہ ۲۲ پر

یہ نمونہ ہے ایک

حکومت و فرماں روائی کا

از: ڈاکٹر
احتشام احمد ندوی

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے والد والی مصر عبدالعزیز بن مروان تھے جن کے والد خلیفہ مروان تھے ان کے بھائی یعنی حضرت عمرؒ کے چچا بھی خلیفہ تھے عبدالملک بن مروان۔ اسی طرح یہ پورا خاندان خلفاء کا تھا۔ عبدالملک کے چار بیٹے خلیفہ ہوئے۔ جس وقت حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو خلافت ملی اور وہ اموی حکومت کی وسعت و عظمت کا سب سے عمدہ دور تھا یعنی ولید بن عبدالملک جس نے خلافت اموی کو ایک طرف ترکستان اور چین کی سرحد تک اور دوسری طرف اندلس یورپ تک پھر افریقہ اور سندھ ملتان تک پہنچا دیا تھا اس عظیم تر سلطنت کی فرمانروائی حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو عطا ہوئی، خود ان کی بیوی خلیفہ عبدالملک کی بیٹی تھیں اور ان کے چار بھائی خلیفہ تھے باپ اور دادا دونوں خلیفہ تھے۔ لیکن اس صابرہ نے اپنے شوہر کے ساتھ خشک روٹیاں کھا کر گذارا کیا اور زبان سے اف نہ کی۔ ایک بار ایک صاحب حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے ملنے گئے دیکھا کہ آپ ایک کپڑے میں بیٹھے ہیں وہ سمجھے کہ آپ کی طبیعت خراب ہے بولے کہ مزاج تو ٹھیک ہے۔ فرمایا الحمدللہ طبیعت بالکل ٹھیک ہے مگر کپڑے سوکھنے کے لئے پھیلائے گئے ہیں جب سوکھ جائیں گے تو پہن لوں گا۔ انہوں نے کہا دوسرا جوڑا نہیں ہے؟ فرمایا تھا مگر پرانا ہو گیا پھٹ گیا انہوں نے کہا کہ تو بنوا لیجئے۔ فرمایا کہ اتنی وسعت نہیں ہے۔ ایک بوڑھی عورت نے حضرت خلیفہ کو لکھا کہ اس کی دیواریں چھوٹی ہیں چور گھر میں گھس آتے ہیں اور اس کی مرغیوں کو نکال لے جاتے ہیں، لہذا آپ ان دیواروں کو اونچا کرا دیجئے تاکہ میرا گھر محفوظ ہو جائے۔ خلیفہ نے فوراً مصر کے گورنر کو لکھا کہ خود جا کر اس عورت کے گھر کی دیواریں اونچی کرا کے مجھ کو مطلع کرو، چنانچہ گورنر نے سب کام مکمل کرکے خلیفہ کو اطلاع دی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے خلیفہ بننے کے بعد آپ کی خدمت میں شعراء حاضر ہوئے۔ عہد بنی امیہ کا عظیم تر شاعر جریر تھا اس نے اپنا بہت دلکش قصیدہ خلیفہ کی شان میں پڑھا جس کا مطلع ہی ایسا ہے کہ ہر بادشاہ انعام دینے پر مجبور ہو جائے۔

مگر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ دریافت کرتے ہیں کہ آپ لوگوں کو بیت المال سے کس بناء پر انعامات دیئے جائیں؟ آپ فقراء و مساکین میں سے ہیں یا مسافر و قرض دار ہیں؟ کس قسم میں آپ کا شمار ہے؟ خلیفہ کے سوالوں کا وہ جواب نہ دے پائے اور انہوں نے صاف کہہ دیا کہ میں مبالغہ آمیز تعریفوں کے بدلہ میں بیت المال سے انعامات دینے سے قاصر ہوں لہذا یہ حضرات دربار سے دور ہو گئے۔

بنی امیہ نے خلاف اسلام یہ طریقہ نکالا تھا کہ اگر غیر مسلم ایمان لے آئیں تب بھی ان کو جزیہ دینا پڑتا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ یہ لوگ اسلام لاتے ہیں جزیہ سے بچنے کے لئے حالانکہ اسلام کو قبول کرنے کے بعد جزیہ ساقط ہو جاتا ہے آپ نے سارے غیر شرعی ٹیکس ختم کر دیئے۔ والی عراق عدی بن ارطاۃ نے ان کو لکھا کہ لوگ اتنی سرعت سے اسلام میں داخل ہو رہے ہیں کہ مجھے ڈر ہے کہ خراج کی رقم بہت کم ہو جائے گی اس پر ان کو خلیفہ نے لکھا کہ میں تو چاہتا ہوں کہ سارے لوگ مسلمان ہو جائیں اور میں اور تم دونوں اپنے ہاتھ سے کما کر کھیتی کرکے کھانا کھائیں۔

اس سلسلہ میں خلیفہ نے ایک تاریخ ساز جملہ ایک گورنر کو لکھا جو سونے سے لکھنے کے لائق ہے فرمایا کہ:

ان اللّٰہ بعث محمداً ھادیاً ولم یبعثہ جابیاً

بیشک اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہادی بنا کر بھیجا ہے آپ ﷺ کو مال وصول کرنے کے لئے تحصیل دار بنا کر نہیں بھیجا۔

ایک گورنر نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو لکھا کہ قلم اور کاغذ کی زیادہ ضرورت پڑتی ہے لہذا وہ زیادہ مقدار میں فراہم کئے جائیں۔ اس پر اس گورنر کو تحریر فرمایا کہ قلم کو باریک کر لو۔ باریک باریک لکھو ایک صفحہ میں جگہ ہو تو کئی ضرورتیں لکھ دیا کرو۔ اس لئے کہ مسلمانوں کو ایسے اقوال کی ضرورت نہیں جو ان کے بیت المال کو نقصان پہنچائیں۔

والی یمن عروۃ بن محمد کو لکھتے ہیں کہ تم نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ اہل یمن پر ٹیکس جزیہ کی طرح قائم ہے وہ ہر سال ہمیں ادا کرتے ہیں چاہے بارش ہو یا سوکھا پڑے، زندہ رہیں یا مر جائیں۔ سبحان اللہ۔ جب یہ میرا خط تم کو مل جائے جتنے باطل ٹیکس ہوں سب کو ختم کر دو۔ ٹیکس صرف حق کے مطابق باقی رکھو۔

والی مصر کو لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ مصر میں اونٹوں پر بہت زیادہ مال لاد دیا جاتا ہے، جو ان کی طاقت سے زیادہ ہے لہذا اس خط کے بعد ۶۰۰ رطل سے زیادہ سامان نہ لادا جائے۔

ولید بن عبدالملک نے اپنے دور میں دمشق کی جامع مسجد تعمیر کی آج بھی اسی طرح مکمل شکل میں یہ مسجد موجود ہے اس کا ایک حصہ پہلے عیسائیوں کا چرچ تھا جب حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ خلیفہ ہوئے اور ان کے انصاف کا غلغلہ بلند ہوا تو عیسائیوں نے خلیفہ کے پاس جا کر عرض کیا کہ خلیفہ ولید نے ہمارے چرچ کا ایک حصہ توڑ کر مسجد میں شامل کر لیا تھا آپ اس کو واپس دلائیے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے محسوس فرمایا کہ یہ ان کے ساتھ زیادتی کی گئی تھی لہذا حکم دیا کہ مسجد کا اتنا حصہ ڈھا دیا جائے اور عیسائیوں کو واپس کر دیا جائے۔ ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ یہ معمولی حکم نہ تھا۔ ایک خلیفہ جو گذر چکا ہے۔ دوسرا خلیفہ بھی راہی ملک عدم ہوا اب یہ تیسرے خلیفہ کا دور ہے مسلمانوں کا دور عروج ہے خود خلیفہ دیندار اور نہایت خدا ترس ہے مگر متعصب نہیں ہے علماء و فقہاء پریشان تھے کہ مسجد کو توڑ کر اس جگہ چرچ قائم کیا جائے گا۔ خلیفہ نے کسی کی نہیں سنی اور حکم جاری کر دیا۔ اس وقت علماء نے یہ کوشش کی کہ عیسائیوں کو راضی کریں جس طرح ممکن ہو سکا ان کو راضی کیا گیا فریقین نے حاضر ہو کر خلیفہ کے حضور میں اپنی مصالحت کا اعلان کیا۔ اس طرح مسجد بچ گئی

ورنہ حضرت عمر بن عبدالعزیز ظلم ہرگز نہ کرتے اور انصاف کی خاطر مسجد ڈھا دیتے۔ اسلامی حکومت کے اصول زریں انہوں نے ایک گورنر کے خط میں بیان فرمائے ہیں:۔

ہر مسلمان کے لئے ضروری طور پر ایک گھر ہونا چاہئے جہاں وہ بسنا لے سکے، اور اس کا ایک خادم ہونا چاہئے جو اس کے پیشہ میں اس کی مدد کرے، ایک گھوڑا ہونا چاہئے جس پر بیٹھ کر وہ اپنے دشمن سے جہاد کرے اور گھر میں سامان ہونا چاہئے، ان سب چیزوں کو مہیا کرو اور جس پر قرض ہو اس کا قرض ادا کرو۔

خوش حالی کا یہ عالم ہو گیا کہ زکوٰۃ و صدقہ قبول کرنے والے نہیں ملتے تھے۔ عمر بن ولید کو خاندان بنی امیہ نے ورغلایا کہ تم خلیفہ کو خط لکھو کہ وہ جائیدادیں واپس کریں۔ ابن ولید نے لکھا کہ آپ نے سابقین خلفاء کو عیب لگایا۔ ان کے طریقہ کو چھوڑ دیا جس کو خدا نے ملانے کا حکم دیا ہے آپ نے اس کو کاٹ دیا۔ آپ کا عمل عزیزداروں کے ساتھ ناانصافی پر مبنی ہے۔ آپ نے قریش کے موروثی مال کو اور حقوق کو لے کر ظلم و سرکشی کے ذریعہ بیت المال میں داخل کر دیا۔

عمر بن عبدالعزیز خدا سے ڈرو تم اطمینان سے ممبر پر نہ بیٹھ سکو گے، یہ خط پاتے ہی حضرت عمر بن عبدالعزیز کو غصہ آیا اور غصہ اللہ کے لئے تھا اپنے لئے نہیں انہوں نے فوراً اس کا جواب لکھا۔

امیر المؤمنین کی طرف سے ابن ولید کو اس پر سلام جس نے ہدایت کی پیروی کی۔

"امابعد، تم سے جو میرا سابقہ رہا اس سے میں جانتا ہوں کہ تم بدبخت جبار تھے اور تم مجھ کو ظلم کا اتہام لگا کر خط لکھتے ہو۔ اس لئے کہ میں نے تم کو اور تمہارے گھر والوں کو مسلمانوں کے مال سے محروم کر دیا ہے جو کمزوروں، مسکینوں اور مسافروں کا مال تھا۔ اگر تم چاہو تو میں تم کو بتا دوں مجھ سے بڑا ظالم اور خدا کے عہد کو ترک کرنے والا کون تھا؟ وہ تمہارا باپ ولید تھا جب وہ خلیفہ بنا تو اس نے تم کو گورنر مقرر کیا ایک بیوقوف بچے کو، تم لوگوں کو قتل کرتے تھے، اور ان کا مال ہڑپ کرتے تھے، تمہارا برا ہو، اور تمہارے باپ کا برا ہو، مجھ سے بڑا ظالم اور خدا کے عہد کو توڑنے والا وہ ہے جس نے حجاج بن یوسف کو گورنر مقرر کیا، وہ ناحق خون بہاتا تھا۔

اور مجھ سے بڑا ظالم اور خدا کے عہد کو ترک کرنے والا وہ ہے جس نے یزید بن ابی مسلم کو تمام شمالی افریقہ پر گورنر بنایا، وہ حرام مال جمع کرتا تھا اور ناحق خون بہاتا تھا۔

دھیمی رفتار رکھو اے ابن ولید اگر میری زندگی نے وفا کی تو تمہاری اور تمہارے گھر والوں کی خبر لوں گا تا کہ تم کو صحیح اور واضح راستہ پر لگا دوں۔

آپ نہایت احتیاط و تقویٰ کی زندگی گذارتے تھے۔ اگر کوئی گورنر رات کو گفتگو کرے تو جب تک حکومت معاملات پر بحث ہوتی تو سرکاری چراغ جلتا لیکن اگر گورنر ذاتی بحث یا دریافت حال شروع کر دیتا تو فوراً آپ اپنا چراغ یا شمع جلا دیتے تاکہ حکومت کا خرچ آپ پر نہ ہو۔

جاڑوں میں خادم مسلمانوں کے مطبخ سے پانی گرم کرا لایا۔ اس طرح کہ جلتے ہوئے چولہوں کے قریب برتن رکھ دیا۔ تپش سے پانی گرم ہو گیا مگر خلیفہ کو معلوم ہوا تو سرزنش کی اور اس کی قیمت بھی بیت المال میں داخل کرتے کہا کہ ہدیہ تو آنحضرتؐ قبول فرماتے تھے۔ فرمایا کہ بیشک ہدیہ تھا مگر وہ ہمارے لئے رشوت ہے۔

ایک گورنر نے لکھا کہ دارالامارت سے مسجد کا راستہ اندھیرا ہے اس میں روشنی کیلئے مزید موم بتیاں فراہم کی جائیں۔ اس پر انہوں نے گورنر ابن حزم کو لکھا:۔

میں نے دیکھا ہے اے ابن حزم کہ والی بننے سے قبل جاڑوں کی اندھیری راتوں میں تم بغیر چراغ کے اپنے گھر سے نکلتے تھے۔

ایک موقع پر حضرت عمر بھیس بدل کر نکلے اور ایک قافلہ کے ایک مسافر سے ملک کے حالات دریافت کئے وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ یہ خلیفہ ہیں اس نے درج ذیل بیان دیا ظاہر ہے اس کو سن کر کسی بھی حکمران کا دل باغ باغ ہو جائے گا اس نے کہا الگ الگ بیان کروں یا ایک مجموعی رائے دوں؟ آپ نے فرمایا ایک مجموعی رائے بتا دو اس نے کہا۔

تركت البلاد۔ الظالم بها مقهور والمظلوم منصور والغني موفور والفقير مجبور

میں نے اپنے ملک کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ ظالم مقہور ہے مظلوم کی دادرسی کی جاتی ہے۔ مالداروں کے پاس خوب مال ہے اور فقیر کی ضروریات پوری کی جاتی ہے۔

بنی امیہ نے یہ دیکھ کر حضرت عمر بن عبدالعزیز ہر لحاظ سے ایک کامیاب خلیفہ ہیں سارے ملک میں امن کا دور دورہ ہے۔ ساری سرحدیں محفوظ ہیں، سارے ملک میں انصاف و عدل اجتماعی کی جلوہ گری ہے۔ حتیٰ کہ خوارج تک ان کے قابو میں آ گئے ہیں۔ بغیر جنگ کے اس صورت حال میں شخصی مطلق العنانی، مفاد پرستی، استحصال اور بنی امیہ کے مسلوب حقوق کی بازیافتگی کی کوئی صورت نہ تھی پھر خلیفہ بھی ۳۵ برس کی عمر کا چالیس سال تو کیا پچاس سال ان کو ایک ہی سمجھ میں آئی کہ زہر دے کر خلیفہ کو ہلاک کر دیا جائے چنانچہ ان کے کھانے میں زہر ملایا گیا اور اس کی علامتیں ظاہر ہوئیں۔ جب روم کے بادشاہ کو معلوم ہوا تو اس نے ایک ماہر طبیب روانہ کیا اس لئے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے خلیفہ بنتے ہی یہ حکم جاری کیا کہ قسطنطنیہ سے فوجیں ہٹالی جائیں۔ اس لئے وہ ممنون تھا مگر حضرت عمر نے فوجیں اس لئے ہٹائی تھیں کہ وبا اور بھوک سے ہزاروں بلکہ لاکھوں سپاہی شہید ہو چکے تھے باقی کی جانیں بچانے کا یہی طریقہ تھا جو انہوں نے کیا۔ وہ طبیب پہنچ گیا۔ مگر حضرت عمر بن عبدالعزیز نے علاج کرانے سے انکار کر دیا۔

اس سلسلہ میں سب سے اہم واقعہ تو یہ ہے کہ محمد بن کعب قرظی ان کی عیادت کو آئے۔ اور بڑے غور سے ان کے چہرہ پر نظریں جما دیں۔ خلیفہ نے فرمایا کہ ابن کعب کیا دیکھ رہے ہو۔ ابن کعب نے عرض کیا یہ دیکھ رہا ہوں کہ وہ جسم جو پہلے اتنا تر و تازہ تھا اب اتنا زرد رنگ اور اتنا لاغر ہو گیا ہے۔ فرمایا ابھی کیا ہے۔ مرنے کے تین دن کے بعد دیکھنا کہ دونوں آنکھیں دونوں گالوں پہ باہر نکل کر لٹک جائیں گی۔ منہ اور ناک کو کیڑے کھا رہے ہوں گے۔ اس وقت تم اور بھی تعجب کرو گے۔

لیکن سب سے آخری سین وہ دردناک اور باعث صد رشک ہے جب کہ اس خلیفہ نے حکم دیا اپنے بیٹوں کی حاضری کا۔ ۱۲ نوجوان بیٹے باپ کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے۔ حضرت نے ایک حسرت انگیز نظر ان کے چہروں پر ڈالی اور فرمایا کہ یہ نوجوان ہیں مگر ان کے پاس پیسے نہیں، پھر فرمایا کہ اے بیٹو! مجھ کو اختیار دیا گیا کہ میں ناجائز مال سے تمہارا دامن بھر دوں اور جہنم جاؤں یا تم کو غریب چھوڑ جاؤں اور خدا کی رضا حاصل

باقی صـ پر

جب انتظامیہ عدلیہ بن جائے تو وہ انتظامیہ
نہیں انتقامیہ بن جاتی ہے

تحریر: عبدالغفور

حکومت خود ہی عدالت کے معاملات میں مداخلت شروع کر دے اور جب عدالت سرکاری اثر قبول کرنے پر مجبور ہو یا مجبور کر دی جائے تو رعایا کے لئے انصاف کی رہی سہی امید بھی ختم ہو جاتی ہے اور یہ ایک بے معنی لفظ بن کر رہ جاتا ہے اور اس کا حصول ایک بے حقیقت سراب۔ ایسی صورت میں طلب انصاف کے لئے تگ و دو ایک سعی لاحاصل بن جاتی ہے لیکن اس سے بھی زیادہ بھیانک اور مہلک صورت وہ ہوتی ہے جب انتظامیہ خود ہی عدلیہ بن بیٹھے۔ ایسی صورت میں انتظامیہ، انتقامیہ بن جاتی ہے اور صورت حال یہ ہو جاتی ہے۔

وہی قاتل وہی شاہد وہی منصف ٹھہرے
اقربا میرے کریں خون کا دعویٰ کس پر؟

ہمارے ہاں ایسے ادارے اب بھی موجود ہیں جہاں ادارے کے سربراہ کی ذات میں نظم و عدل کو جمع کر دیا گیا ہے جس سے متعلقین مجبور محض ہو کر رہ گئے ہیں۔

ایک مغربی مفکر کا قول ہے:

طاقت کا نشہ انسان کو خراب کر دیتا ہے اور جس نسبت سے طاقت میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے اسی نسبت سے خرابی میں اضافہ ہوتا جاتا ہے تا آنکہ بے لگام طاقت ایک مجسم خرابی کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔

آئیں ذرا تاریخ اسلام کے آئینہ میں اپنی تصویر دیکھیں اور اگر اس میں کہیں جھریاں نظر آئیں تو ان کی اصلاح کی فکر کریں کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ حکومت کفر کے ساتھ تو برقرار رہ سکتی ہے مگر ظلم کے ساتھ برقرار نہیں رہ سکتی۔

خلیفہ المنصور ابو جعفر عبداللہ ۱۳۶ھ کے اوائل میں جب تخت خلافت پر بیٹھا کئی لحاظ سے اس دور کو اہم سمجھا جاتا ہے۔ خلیفہ منصور نے سوار بن عبداللہ کو بصرہ کا قاضی مقرر کر رکھا تھا۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ایک سوداگر اور ایک سائیس کے درمیان زمین کا تنازعہ پیدا ہوا۔ مقدمہ قاضی سوار کی عدالت میں لایا گیا۔ سائیس کسی طرح خلیفہ وقت سے سفارش کرانے میں کامیاب ہو گیا چنانچہ منصور نے قاضی سوار کو لکھا کہ ان کی عدالت میں اس وقت زمین کا جو مقدمہ زیر سماعت ہے وہ سائیس کے حق میں اس مقدمے کا فیصلہ سنا دیں۔ قاضی سوار نے جواباً خلیفہ کو تحریر کیا کہ اس مقدمے میں جو شواہد ان کے سامنے لائے گئے ہیں ان سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مقدمے کا فیصلہ سوداگر کے حق میں ہونا چاہیے اور میں شہادت کے خلاف ہرگز فیصلہ نہیں دے سکتا۔ منصور نے دوبارہ لکھا "واللہ آپ کو سائیس کے حق میں فیصلہ کرنا پڑے گا" قاضی نے پھر جواب دیا "واللہ میں اس کا فیصلہ بھی سوداگر کے حق میں کروں گا"۔ جب یہ جواب منصور کے پاس پہنچا تو پتہ ہے اس نے کیا کیا؟ کیا اس نے بصرہ کے اس خود سر قاضی کو برطرف کر دیا؟ نہیں اس کی زجر و توبیخ کی؟ نہیں! اس کا تبادلہ کر دیا؟ یا پھر اس کے عہدے میں کمی کر دی؟ نہیں! یہ سب ہمارے عہد کی پیداوار ہیں۔ خلیفہ کو جب یہ جواب ملا تو اس نے کہا "الحمد للہ" میں نے زمین پر عدل پھیلا دیا ہے اور میرے قاضی عدالت کے معاملات میں مجھ سے اختلاف کی جرأت رکھتے ہیں۔ میرے دباؤ میں نہیں آتے۔ الحمد للہ میرے قاضی خارجی اثر قبول نہیں کرتے۔ ایک دوسری روایت ہے کہ کسی شخص نے منصور سے قاضی سوار کی شکایت کی۔ خلیفہ نے انہیں بلا بھیجا۔ چنانچہ وہ حاضر ہوئے تو قاضی خلیفہ کے روبرو بیٹھے تھے کہ خلیفہ کو چھینک آگئی۔ قاضی سوار نے یرحمک اللہ نہ کہا۔ خلیفہ نے وجہ پوچھی تو قاضی سوار نے کہا چونکہ آپ نے الحمد للہ نہیں کہا تھا۔ میں نے یرحمک اللہ نہیں کہا۔ خلیفہ نے کہا جب آپ میرا لحاظ نہیں کرتے تو یقیناً کسی اور کا لحاظ بھی نہیں کرتے ہوں گے آپ جا سکتے ہیں۔

قابل غور بات یہ ہے کہ ہم نے یہ واقعہ خلفائے راشدین کے عہد سے نہیں لیا کہ ان خلفاء کا دور ہر لحاظ سے ایک مثالی دور سمجھا جاتا ہے نہ ہی یہ واقعہ کسی اور سربراہ اور خلیفہ کے عہد سے لیا گیا۔ عباسی خلفاء میں سے ایک خلیفہ کے عہد سے یہ روایت نقل کی گئی ہے آج ہم اخلاقی انحطاط کے لحاظ سے ایک ایسے شدید بحران سے دوچار ہیں کہ انتہائی انقلابی اقدامات کی ضرورت شدت سے محسوس کی جا رہی ہے کہ عدلیہ کی مکمل آزادی وقت کا اہم تقاضا ہے دوسری طرف ان قوانین کو ختم کر دینے کی بھی سخت ضرورت ہے جن کے تحت چند عہدوں کو آئینی تحفظ کے تحت عدالتی کارگزاری سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے عدالت کے سامنے سربراہ مملکت سمیت ہر شخص کو مساوی سطح پر رکھنا اسلامی رو سے عین قرین مصلحت ہے۔

بقیہ: حکومت اور فرماں روائی

کروں مگر میں نے دوسرا راستہ اختیار کیا۔ اگر تم نیک رہو گے تو تمہارا مددگار اور والی اللہ تعالیٰ ہے۔ تم کو اس کے سپرد کیا۔

اسی موقعہ پر مسلمہ بن عبدالملک موجود تھے وہ زبردست سپہ سالار اور شجاع تھے۔ انہوں نے کہا کہ امیر المومنین میں اپنی طرف سے ۴ ہزار دینار آپ کے بچوں کو دیتا ہوں حضرت خلیفہ نے فرمایا کہ ہمارے بچوں کو ناجائز آمدنی کی ضرورت نہیں۔ جن سے اتنی بڑی رقم حاصل کی ہے انہیں کو واپس کر دو۔ مسلمہ نے کہا۔

ترکت فی الصالحین ذکراً۔ آپ نے نیک لوگوں میں عمدہ ذکر چھوڑا ہے۔

صرافہ بازار میں سونے کی قدیم دکان
صراف حاجی صدیق اینڈ برادرس
اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں
کندن اسٹریٹ صرافہ بازار کراچی
فون نمبر: ۲۴۵۸۰۳

دینی مدارس کے منتظمین کے لیے

ہمارے دینی مدارس

از :- حضرت مولانا
زاہد الراشدی صاحب

ہمارے فاضل دوست ابو عمار صاحب زاہد الراشدی کا یہ فکر انگیز مضمون ان سب لوگوں کو توجہ سے پڑھنا چاہیئے جو دینی مدارس کی اصلاح سے کچھ دلچسپی رکھتے ہیں

مدیر

ہمارے دینی مدارس فرنگی اقتدار کے تسلط، مغربی تہذیب و ثقافت کی یلغار اور صلیبی عقائد و تعلیم کی بالجبر ترویج کے دور میں غیرت اور دینی حمیت کا عنوان بن کر سامنے آئے اور انہوں نے انتہائی بے سروسامانی کے عالم میں سیاست، تعلیم، معاشرت، عقائد اور تہذیب و ثقافت کے محاذوں پر فرنگی سازشوں کا جرأت مندانہ مقابلہ کر کے برصغیر پاک و ہند و بنگلہ دیش کو سپین بننے سے بچا لیا۔ اور یہ بات پورے اعتماد کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ آج خطہ زمین میں مذہب کے ساتھ وابستگی اور اسلام کے ساتھ وفاداری کے جن مظاہر نے کفر کی پوری دنیا کو لرزہ براندام کر رکھا ہے عالم اسباب میں اس کا باعث صرف اور صرف یہ دینی مدارس ہیں۔ لیکن مناسب بلکہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ تصویر کے دوسرے رخ پر بھی ایک نظر ڈالی جائے۔ اور ارباب فہم و دانش کی ان توقعات اور امیدوں کا مرثیہ بھی پڑھ لیا جائے جن کا خون ناحق ہمارے دینی مدارس کی اجتماعی قیادت کی گردن پر ہے۔

تفصیلات و جزئیات تک گفتگو کا دائرہ وسیع کرنے کے بجائے ہم اپنی گزارشات کو صرف دو اصولی باتوں کے حوالے سے قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی کوشش کریں گے

۱۔ جدید مغربی فلسفہ حیات کے اثرات سے مسلمانوں کو محفوظ رکھنے کے لئے ہمارے دینی مدارس کا کردار کیا ہے؟ اور

۲۔ مسلم معاشرے میں نفاذ اسلام کے ناگزیر علمی و فکری تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے ان دینی مدارس کا نظام کار اور حکمت عملی کیا ہے؟

ایک دور تھا جب یونانی فلسفہ نے عالم اسلام پر یلغار کی تھی اور عقائد و افکار کی دنیا میں بحث و تمحیص کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ اگر اس وقت عالم اسلام کے تعلیمی مراکز اور اہل علم یونانی فلسفے کی اس یلغار کو وقتی طوفان سمجھ کر نظر انداز کر دیتے اور اپنے کان اور منہ لپیٹ کر اس کے گزر جانے کا انتظار کرتے رہتے تو اسلامی علوم و عقائد کا پورا ڈھانچہ، فلسفہ یونان کی حشر سامانیوں کی نظر ہو جاتا لیکن علمائے اسلام نے اس دور میں ایسا نہیں کیا، بلکہ یونانی فلسفے کے اس چیلنج کو قبول کر کے خود اس کی زبان میں اسلامی عقائد و افکار کو اس انداز سے پیش کیا کہ یونانی فلسفے کے لئے پسپائی کے سوا کوئی چارہ کار نہ رہا اور اس کے جا بجا کیے ہوئے فکری اور نظریاتی معرکوں کے تذکرے آج رازی، غزالی، ابن رشد اور ابن تیمیہ کی تصنیفات میں یادگار کے طور پر باقی رہ گئے ہیں۔

یورپ کے جدید فلسفہ حیات کی یلغار بھی یونانی فلسفے کے حملے سے کچھ مختلف نہیں ہے، یہ فلسفہ حیات جس نے انقلاب فرانس کے ساتھ اپنا وجود تسلیم کرایا اور پھر یورپ کے صنعتی انقلاب کے زیر سایہ اپنا دائرہ وسیع کرتے ہوئے آج دنیا کے اکثر و بیشتر حصے کو لپیٹ میں لے چکا ہے، خود کو انسانی زندگی کے ایک ہمہ گیر فلسفے کے طور پر پیش کرتا ہے اور انسان کی پیدائش کے مقصد سے لیکر انسانی معاشرت کے تقاضوں اور مابعد الطبیعات کی وسعتوں تک کو زیر بحث لاتا ہے، ڈارون، فرائیڈ، نطشے اور دیگر مغربی فلاسفروں اور سائنس دانوں کی گذشتہ دو صدیوں پر محیط فکری کاوشوں اور نظریاتی مباحث کا خلاصہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ کلیسا کی بدکرداریوں اور مظالم کے رد عمل کے طور پر جنم لینے والے اس فلسفے کو یورپ نے ایک مکمل فلسفہ حیات کی شکل میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور اس کے ذریعے دنیا میں موجود اسلام سمیت تمام فلسفہ ہائے حیات کو مکمل شکست سے دوچار کر کے فنا کے گھاٹ اتارنے کے درپے ہے۔

ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم نے یورپ کی اس فکری یلغار کی ماہیت اور مقاصد کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی اور اسے محض اقتصادی اور سیاسی بالادستی کا عنوان سمجھ کر اسی انداز میں اس کا سامنا کرتے رہے اور اس کے فکری اور اعتقادی پہلوؤں کو مکمل طور پر نظر انداز کر دیا۔ یونانی فلسفہ کے در آنے سے ہمارے ہاں عقائد کے نئے مباحث جڑ گئے تھے جنہیں علمائے اسلام نے اپنے فکری اور علمی مباحث میں سمو دیا اور ہمارے عقائد کی بیشتر کتابیں ان مباحث سے بھرپور رہیں حتیٰ کہ دینی مدارس کے نصاب میں آج بھی طلباء کو عقائد کے حوالے سے انہی مباحث سے روشناس کرایا جاتا ہے جو یونانی فلسفے کی پیداوار ہیں اور جن زیادہ تر کا آج کے نئے فکری اور اعتقادی تقاضوں کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں ہے لیکن جو اعتقادی مباحث یورپ کے فلسفہ حیات نے چھیڑے ہیں نہ ہماری عقائد کی کتابوں میں ان کا کوئی ذکر ہے اور نہ ہی ہم طلباء کو ان مباحث کی ہوا لگنے دیتے ہیں۔

ڈارون کا نظریہ ارتقاء انسان کے مقصد وجود میں کشش جنسی کی محوری حیثیت کے بارے میں فرائیڈ کا تصور، اجتماعی زندگی سے مذہب کی مکمل لاتعلقی اور فرد کی فکری آزادی کا نعرہ آخر یہ اعتقادی مباحث نہیں تو اور کیا ہے؟ اور کیا انہی افکار و نظریات کا شکار ہو کر مسلمان کہلانے والوں کی ایک بڑی تعداد اسلام کے اجتماعی کردار سے منکر یا کم از کم مذبذب نہیں ہو چکی ہے؟ اس اعتقادی فتنے کی روک تھام

کے لئے ہمارے دینی مدارس کا کردار کیا ہے؟ ہمارے نصاب میں تفسیر، حدیث، فقہ اور عقائد کی کون سی کتاب میں یہ مباحث شامل ہیں اور ہم اپنے طلباء کو ان مباحث سے روشناس کرانے اور انہیں ان کے جواب کی خاطر تیار کرنے کے لئے کیا کر رہے ہیں۔

یہ وقت کا اہم سوال اور دینی مدارس کی اجتماعی قیادت پر مسلم معاشرے اور نئی نسل کا ایک قرض ہے جس کا سامنا کئے بغیر ذمہ داریوں سے عہدہ برا ہونے کی کوئی صورت ممکن نہیں ہے دکھ کی بات یہ ہے کہ فروعی اور جزوی مسائل ہمارے ہاں بنیادی اور کلیدی حیثیت اختیار کر گئے ہیں اور جو امور فکر و اعتقاد کی دنیا میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں ان کی ہماری نظر میں کوئی وقعت ہی باقی نہیں رہی ہماری پسند و ناپسند اور وابستگی و لاتعلقی کا معیار جزوی مسائل اور گروہی تعصبات ہیں ایک مثال بظاہر معمولی سی ہے لیکن اس سے ہماری فکری ترجیحات کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے وہ یہ کہ ہمارے ایک دوست نے جنہوں نے ہمارے دینی ماحول سے تربیت حاصل کی ہے گذشتہ دنوں ایک بڑے سیاسی لیڈر کے بارے میں اپنے تاثرات کا اظہار یوں کیا کہ وہ بہت اچھا اور صحیح العقیدہ لیڈر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے ایک بیان میں کہا ہے کہ میں برسیوں عرسوں میں شامل ہونے کا قائل نہیں ہوں ان سے عرض کیا گیا کہ وہ سیاسی لیڈر تو سیکولر نظریات کا قائل ہے اور اجتماعی زندگی میں نفاذ اسلام کو ذہنی طور پر قبول نہیں کرتا۔ اس کے جواب میں ہمارے اس دوست کا کہنا یہ تھا کہ یہ تو سیاسی باتیں ہیں اصل بات یہ ہے کہ وہ عرسوں اور برسیوں کا مخالف ہے اس لئے وہ ہمارے مسلک کا ہے اور صحیح العقیدہ ہے یعنی اسلام کی اجتماعی زندگی میں نفاذ کا مسئلہ سیاسی ہے اور عرسوں میں شریک ہونے یا نہ ہونے کا مسئلہ اعتقادی ہے آخر یہ سوچ کہاں سے آئی ہے؟ کیا یہ ہمارے دینی مدارس کی غلط فکری ترجیحات کا ثمرہ نہیں ہے؟

اب آیئے دوسرے نکتہ کی طرف نفاذ اسلام کے علمی و فکری تقاضوں کی تکمیل کے لئے ہمارے دینی مدارس کا کردار کیا ہے؟ جہاں تک نفاذ اسلام کی اہمیت کا تعلق ہے کوئی مسلمان اس سے انکار نہیں کر سکتا اور علمائے اہل سنت نے اسے اہم ترین فرائض میں شمار کیا ہے بلکہ ابن حجر مکی اور دیگر ائمہ نے اس کی تصریح کی ہے کہ نظام اسلام کے نفاذ کے لئے خلافت کا قیام "اھم الواجبات" ہے۔ جیسے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین پر بھی ترجیح دی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ اور تدفین سے قبل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بطور خلیفہ انتخاب کیا۔

پھر برصغیر میں ہمارے اکابر کی جنگ آزادی کا بنیادی مقصد بھی حصول آزادی کے بعد نظام اسلام کا غلبہ و نفاذ رہا ہے۔ اور پاکستان کا قیام بھی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے نعرے پر شریعت اسلامیہ کی بالادستی کے لئے عمل میں آیا لیکن اسلام کو اجتماعی نظام کے طور پر ہمارے دینی مدارس میں نہ پڑھایا جا رہا ہے اور نہ طلباء کی اس انداز سے ذہن سازی کی جا رہی ہے کہ وہ اسلام کا مطالعہ ایک نظام کے طور پر کریں۔ حالانکہ حدیث اور فقہ کی بیشتر کتابیں محدثین اور فقہاء نے اس انداز سے لکھی ہیں کہ ان میں اجتماعی زندگی کے تمام شعبوں کا الگ عنوان کے طور پر ذکر کیا گیا ہے عقائد، عبادات اور اخلاق کے علاوہ تجارت، خلافت، جہاد، دوسری اقوام سے تعلقات، صنعت، زمینداری، حدود و تعزیرات، نظام عدل، نظام عدالت، معاشرت اور دیگر اجتماعی شعبوں کے بارے میں حدیث اور فقہ کی کتابوں میں مفصل اور جامع ابواب موجود ہیں جن کے تحت محدثین اور فقہاء نے احکام و ہدایات کا بیش بہا ذخیرہ جمع کر دیا ہے لیکن ان ابواب کی تعلیم میں ہمارے اساتذہ کی دلچسپی نہ ہونے کے برابر ہے اور ستم ظریفی کی انتہا یہ ہے کہ حدیث کی کتابوں میں ہمارے اساتذہ کے علم اور بیان کا سارا زور کتاب الطہارت اور صلوٰۃ کے جزوی مباحث میں صرف ہو جاتا ہے اور خلافت و امارت، تجارت، صنعت، جہاد، حدود و تعزیرات اور اجتماعی زندگی سے متعلق دیگر مباحث سے یوں کان لپیٹ کر گزر جاتے ہیں، جیسے ان ابواب کا ہماری زندگی سے کوئی واسطہ نہ ہو یا جیسے ان ابواب کی احادیث اور فقہی جزئیات منسوخ ہو چکی ہوں اور اب صرف تبرک کے طور پر انہیں دیکھ لینا کافی ہو، حالانکہ ضرورت اس امر کی تھی کہ اجتماعی زندگی کے متعلق ابواب کو زیادہ اہتمام سے پڑھایا جاتا۔ قانون، سیاست، خارجہ پالیسی، جنگ اور اجتماعیت کے جدید افکار و نظریات سے اسلامی تعلیمات کا تقابل کر کے اسلامی احکام کی برتری طلباء کے ذہنوں میں بٹھائی جاتی اور انہیں اسلامی افکار و نظریات کے دفاع اور اس کی عملی ترویج کے لئے تیار کیا جاتا لیکن ایسا نہیں ہوا اور اس اہم ترین دینی و ملی ضرورت سے مسلسل صرف نظر کیا جا رہا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے مدارس سے فارغ التحصیل ہونے والے علماء کی نوے فیصد اکثریت خود اسلامی نظام سے ناواقف اور جدید افکار و نظریات کو سمجھنے اور اسلامی احکام کے ساتھ ان کا تقابل کرنے کی صلاحیت سے محروم ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے جس کے اعتراف میں کسی حجاب سے کام نہیں لینا چاہئے اور اس کو تسلیم کرتے ہوئے اس کی تلافی کی کوئی صورت نکالنی چاہیے۔

آج نفاذ اسلام کی راہ میں ایک بڑی عملی رکاوٹ یہ بھی ہے کہ اسلام کو چلانے کے لئے رجال کار کا فقدان ہے اسلامی نظام کو سمجھنے والے اور اسے چلانے کی صلاحیت سے بہرہ ور افراد کا تناسب ضرورت سے بہت کم ہے۔ اس کی وجہ آخر کیا ہے؟ اور یہ خلا آخر کس نے پر کرنا ہے؟ جس نظام تعلیم کو ہم لارڈ میکالے کا نظام تعلیم کہتے ہیں اس سے تو توقع ہی عبث ہے کہ وہ اسلامی نظام کے لئے کل پرزے فراہم کرے گا اور دینی نظام تعلیم اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے کردار ادا نہیں کرے گا تو اسلامی نظام کے لئے رجال کار کیا آسمان سے اتریں گے۔ دینی مدارس کے اجتماعی کردار کے منفی پہلوؤں کے بارے میں بہت کچھ کہنے کی گنجائش موجود بلکہ بہت کچھ کہنے کی ضرورت ہے۔ لیکن ہم صرف مذکورہ دو اصولی مباحث کے حوالے سے توجہ دلاتے ہوئے تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام، دینی مدارس کی اجتماعی قیادت بالخصوص وفاق المدارس العربیہ، تنظیم المدارس اور وفاق المدارس السلفیہ کے ارباب حل و عقد سے گزارش کریں گے کہ وہ اس صورتحال کا سنجیدگی سے نوٹس لیں اور یورپ کے لادینی فلسفہ حیات کو فکری محاذ پر شکست دینے اور نفاذ اسلام کے لئے رجال کار کی فراہمی کے محاذ پر اپنے کردار کا از سر نو تعین کریں ورنہ وہ اپنی موجودہ کارکردگی اور کردار کے حوالے سے نہ خدا کی بارگاہ میں سرخرو ہو سکیں گے اور نہ مؤرخ کا قلم ان کے اس منفی کردار کو بے نقاب کرنے میں کسی رعایت اور نرمی سے کام لیگا۔

بشکریہ "الشریعہ" گوجرانوالہ

باقی صفحہ ۲۰ پر

سورۂ فاتحہ کے چند نام

از: مولانا
منظور احمد الحسینی

جس ذات اور ہستی کی عظمت زیادہ ہوتی ہے اس کے نام اور اسماء بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ اسی اصول کے لحاظ سے سب سے زیادہ نام اللہ تعالیٰ کے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ کے ناموں کے بعد سب سے زیادہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور کلام اللہ کے ہیں۔ قرآن مجید کے بہت سارے نام ہیں خود قرآن میں قرآن کریم کے کئی نام مذکور ہیں مثلاً فرقان (حق و باطل میں فیصلہ کرنے والا) قرآن (پڑھی جانے والی کتاب) تذکرہ (یاد دہانی والا کلام)

ھدیٰ (سراپا ہدایت) نور (روشنی) روح (قرآن کریم انسان کو ابدی اور روحانی حیات بخشتا ہے) رحمت (اللہ تعالیٰ کی رحمت لینے کا ذریعہ) شفا (روحانی جسمانی بیماروں کو شفا بخشنے والا)

موعظت (سراپا نصیحت) تبیان (بیان کرنے والا) قیم (نگرانی کرنے والا) احسن الحدیث (سب سے اچھی بات) مثانی (دہرائی جانے والی کتاب) برھان (دلیل) الکتاب، ذکر وغیرہ۔

خانہ کعبہ حق جل شانہ کی عظمتوں اور تجلیات کا سب سے بڑا مرکز ہے۔ وہ خود اور جس شہر میں وہ قائم ہے ان دونوں کے بھی بہت سارے نام نقل کئے گئے ہیں۔

قرآن کریم کی سورتوں میں سب سے زیادہ عظمت والی سورت "الفاتحہ" ہے۔ اس لئے اس کے کثیر نام نقل کئے گئے ہیں۔ انہی ناموں میں سے ام القرآن اور "ام الکتاب" بھی ہے۔ عربی میں ام کسی چیز کی اصل اور مرکز کو کہتے ہیں۔ اور ام کا لفظ ماں کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جو اولاد کے لئے اصل اور سرچشمہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس طرح یہ سورت پورے قرآن کا خلاصہ اور نچوڑ ہے۔

اس سورت کے مشہور ناموں میں سے ایک "شفا" بھی نقل کیا گیا ہے مسند دارمی میں ہے کہ یہ سورۃ ہر مرض کے لئے شفا ہے۔ بیہقی میں ہے کہ یہ "زہر کے لئے شفا ہے" مسند بزار میں ہے۔

جب تم اپنا پہلو بستر پر رکھو تو سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص (قل ھو اللہ احد) پڑھو تو تمہیں موت کے سوا ہر چیز سے امن نصیب ہوگا۔ یعنی اگر موت کا وقت آگیا تو وہ آئے گی۔ باقی ہر چیز سے اللہ تمہیں امن عطا فرمائیں گے۔

یہ سورۃ درحقیقت ایک دعا مناجات اور مؤدبانہ درخواست بھی ہے جو ایک بندہ کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کی جاتی ہے۔ اسی لئے اس سورۃ کے ناموں میں سے ایک نام "سورۃ الدعا" بھی ہے اس سورۃ کو دعا کے اندر بھی ہمیشہ پڑھا جاتا ہے اور پڑھنے کا حکم ہے۔

اس سورۃ کے ناموں میں سے ایک نام "سورۃ السوال" اور "سورۃ المسئلہ" بھی ہے جس کا ترجمہ مؤدبانہ اور درخواست ہوتا ہے۔ یعنی یہ سورۃ رب العالمین سے سوال کرنے، مانگنے اور عرض پیش کرنے کا طریقہ سکھانے والی ہے۔

سورۃ الفاتحہ کا ایک نام سبع مثانی ہے۔ حدیث میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ تورات، زبور، انجیل بلکہ خود قرآن میں بھی اس جیسی کوئی سورت نازل نہیں کی گئی۔ یہ سبع مثانی ہے جو اللہ نے مجھے دی ہے۔

اس سورۃ کا ایک نام "وافیہ" ہے۔ وافیہ کے معنی پورا کرنے والی۔ یہ سورۃ ہر مقصد کو پورا کرتی ہے۔

اس سورۃ کا ایک نام سورۂ رقیہ ہے یعنی دم کرنے والی سورت۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سفر میں تھے کہ کسی شخص کو بچھو یا سانپ نے ڈس لیا تو انہوں نے سورہ فاتحہ سات دفعہ یا پانچ دفعہ پڑھ کر دم کر دیا تو اللہ نے شفا دی۔

اس سورۃ کا ایک نام سورۂ شکر بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کا سلسلہ بھی اسی سورۃ کے اندر بیان ہوا جب آدمی کوئی اچھا کام کرتا ہے تو الحمد للہ کہتا ہے۔ اس سے خدا کا شکر ادا ہوتا ہے۔

اس سورۃ کا ایک نام کنز ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ام الکتاب، آیۃ الکرسی، خواتیم سورۃ البقرہ۔ یہ چند چیزیں ہیں جو مجھ کو عرش کے خزانے سے دی گئی ہیں

اس سورۃ کا ایک نام "سورۃ واقیہ" ہے۔ بچانے والی یعنی جو شخص اس سورت کو پڑھتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو روحانی جسمانی مصیبتوں اور پریشانیوں سے محفوظ رکھیں گے۔

اس سورۃ کا ایک نام "سورۃ وافیہ" بھی ہے (پورا کرنے والی) یعنی یہ سورۃ پڑھنے والے کے ہر مقصد کو پورا کرتی ہے۔

عبد الخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
شاپ نمبر ایف - ۹۱ - صرافہ
میٹھادر کراچی فون۔ ۲۵۵۷۰۳ ـ

عدلِ فاروقیؓ کا ایک نادر واقعہ

حافظ محمد اکرم طوفانی، سرگودھا

دنیا میں جس قدر بھی حکومتیں قائم ہوئیں۔ ان کا بنیادی مقصد انسانیت کی نسل کو زندگی کے تمام شعبوں میں عدل و انصاف فراہم کرنا ہوتا ہے۔ اس لئے کہ انسانوں پر کسی حکومت کے قیام کی غرض و غایت ہی عدل و انصاف ہے اس میں شک کی ذرا بھی گنجائش نہیں کہ جس حکومت میں عدل و انصاف نہیں ہے اس حکومت کا وجود اور عدم وجود برابر ہے بلکہ اس کا وجود سراسر ظلم ہے۔ یہ بات بدیہی ہے کہ جب عام حکومتوں کے لئے عدل کا وجود ضروری ہے۔ تو اسلام جیسے زریں اصول کا وعدہ کرنے والی اسلامی حکومت کے لئے عدل کا وجود کس قدر ضروری ہوگا۔

دنیا کی کسی بھی مملکت میں عدل کی ضرورت زندگی کے ہر شعبے میں درکار ہے لیکن اس وقت میں عمر فاروقؓ کے صرف قانونی عدل کا تذکرہ کروں گا۔ تاریخ انسانیت میں عدل و انصاف فراہم کرنے کی کافی مثالیں موجود ہیں۔ لیکن اصحاب رسول میں سیدنا عمر فاروق اعظمؓ اپنے دور حکومت میں عدل و انصاف کی جو بے نظیر مثالیں قائم فرما گئے ہیں۔ نسل انسانیت قیامت تک ان کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ایک مغربی مؤرخ سر ولیم میور بر ملا اعتراف کرتا ہے کہ اگر عمر فاروق دس سال اور زندہ رہ جاتے تو کفر کی آندھیوں کا طوفان ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتا پھر ہم مسلمان اگر یہ مثال پیش کریں۔ وھو لاء اباءنا فجئتموا بمثلہ

یہ ہیں ہمارے آباؤ اجداد ان کی طرح کوئی مثال پیش کرو ان حقائق کو دیکھتے ہوئے ہمارا استدلال قوی اور مزین ہو جاتا ہے کہ اصحاب رسول کا خصوصاً اصحاب ثلاثہ کا جس قدر بھی احترام کیا جائے وہ ان کے مناصب جلیلہ سے کم بلکہ کم تر ہے۔

کسی بھی انسان کو اپنی زبان یا قلم چلاتے وقت سوچ لینا چاہیئے کہ:۔

اپنی زبان بد اور گستاخانہ کلمات سے کہیں اپنے ہی

ایمان کا خاتمہ تو نہیں کر رہا ہوں۔ ذیل میں ایک واقعہ نقل کرتا ہوں آپ ٹھنڈے دل سے مطالعہ کریں۔ تاریخ انسانیت کے اوراق الٹیں اور بتائیں ہمارا چیلنج ہے کہ بجز انبیاء علیہم السلام کے آپ دنیا کی کسی بھی تاریخ سے عدل فاروقی کی طرح ایک مثال بھی پیش نہ کر سکیں گے۔ لو واقعہ یہ ہے

عرب کے شمال میں سرحد کے ساتھ جو قبائل آباد تھے ان میں زیادہ تر آبادی عیسائی لوگوں پر مشتمل تھی۔ ان لوگوں پر ہرقل کی جانب سے سردار مقرر کئے جاتے تھے۔ اور یہ سردار ایک طرح کے بادشاہ ہوتے تھے۔ انہی عیسائی قبائل میں سے ایک قبیلہ غسان بھی تھا۔

غسانی قبیلہ کا سردار جبلہ ابن ایہم اپنے پانچ سو ساتھیوں کے ساتھ مسلمان ہو کر فاروقی دور میں مدینہ آ گیا۔ سیدنا عمر فاروقؓ نے تالیف قلب کے لئے اس کا نہایت ہی شاندار استقبال کیا۔ اور اس کو عزت و تکریم کی نگاہ سے دیکھا تھوڑے ہی دنوں کے بعد حج کا موسم آ گیا۔ اور جبلہ ابن ایہم بھی سیدنا عمر فاروق کے ساتھ عازم مکہ ہوا۔ حالت احرام میں جبکہ جبلہ ابن ایہم طواف کر رہا تھا۔ اس کی تہبند کا ایک پلہ ایک بدوی عرب کے پاؤں تلے آ گیا۔

جبلہ ابن ایہم نے چونکہ سردار قوم تھا پیچھے مڑ کر دیکھا کہ یہ حرکت ایک بدو عرب نے کی ہے غصے میں آپے سے باہر ہو کر بدو کے ناک پر ایک مکہ رسید کر دیا اور حسن اتفاق سے سیدنا عمر فاروق بھی حرم پاک موجود تھے بدو نے آؤ دیکھا نہ تاؤ سیدھا عمر فاروقؓ کے دربار میں انصاف کا طالب ہو گیا اور اپنی بے بسی اور عاجزی کا رونا رویا۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی دور بین نگاہوں سے یہ آیت قرآنی اوجھل نہ تھی۔ کہ فاعدلوا ولو کان ذا قربیٰ۔ عدل و انصاف کا دامن نہ چھوڑو اگرچہ اس کی زد میں تمہارا کوئی قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ آ جائے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جبلہ بن ایہم کو فوراً اپنی عدالت میں طلب

کر لیا۔ اور باجرات جبلہ ابن ایہم نے اپنے جرم کا برملا اعتراف کر لیا اب سیدنا عمر فاروقؓ کے سامنے ایک طرف اللہ کا قانون عدل متقاضی تھا کہ وہ بلا بعید لوث ایمان والے قرآنی اصولوں کے ساتھ انصاف فراہم کرتے ہیں۔ تو دوسری طرف جبلہ ابن ایہم کی شان و شوکت اور سرداری کا گھمنڈ۔ اور پھر نیا نیا مسلمان ہونا یہ ایسے عوامل تھے کہ وہ انسان کو عدل و انصاف فراہم کرنے میں کچھ دیر کے لئے سوچنے پر مجبور کر سکتے تھے لیکن سیدنا عمر فاروقؓ نے دوٹوک الفاظ میں کہا کہ اے جبلہ یا تو اس بدو سے مصالحت کر لو۔ اس کو منا کر راضی کر لو۔ معافی مانگ لو یا پھر اس جرم کی سزا بھگتنی پڑے گی۔

جبلہ چونکہ قوم کا سردار تھا۔ فوراً چونکا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے میں قوم کا سردار ہوں۔ شریف القوم ہوں اور یہ ایک معمولی بدو ہے میں اس کے سامنے عاجزی کروں اور معافی کا طلب گار ہوں۔

سیدنا عمر فاروقؓ نے فی البدیہہ فرمایا کہ بھائی جبلہ سردار اور بدو کا فرق اسلام سے پہلے تو ہو سکتا ہوگا لیکن اسلام میں بدو اور سردار میں کوئی فرق نہیں ہے۔ یہاں سب برابر ہیں اس کو کہتے ہیں مساوات عدل جس کو اگر گوہر نایاب کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

جبلہ بولا۔ امیر المومنین میرا تو یہ خیال تھا کہ اسلام لانے کے بعد مجھے زیادہ عزت ملے گی لیکن یہاں تو معاملہ اس کے برعکس ہے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسلام میں عزت کا دارومدار تقویٰ پر ہے اور قانون کی نگاہ میں سب برابر ہیں۔ تمہارے لئے دو ہی راستے ہیں یا تو اس بدو کو راضی کر لو۔ یا پھر سزا کے لئے تیار ہو جاؤ۔

اس نے سیدنا عمر فاروق اعظمؓ کا دوٹوک فیصلہ سن کر مہلت مانگی کہ مجھے کم از کم ایک رات کی مہلت دی جائے اس کو مہلت دے دی گئی۔

شہر میں اس واقعہ کا کافی چرچا ہو گیا لوگ اکٹھے ہو کر ٹولیوں کی صورت میں چہ میگوئیاں کرنے لگے۔ بعض ذی اثر شخصیات نے حضرت عمرؓ کو فرمایا کہ آپ اس معاملہ میں اس قدر سختی سے کام نہ لیں ذرا نرمی برتیں آخر یہ نیا نیا اسلام

باقی صفحہ [illegible] پر

نوعمر بچوں اور اسکول کے طالب علموں کیلئے ابتدائی تعلیماتِ اسلامیہ

از: مولانا احسان اللہ شائق، کراچی

یہ ایک چھوٹا سا کتابچہ ہے جو ابھی شائع نہیں ہوا اس میں اسلام کی ابتدائی اہم معلومات جمع کی گئی ہیں جو نہ صرف بڑوں کے لئے بلکہ بچوں خصوصاً سکول کے طالب علموں کے لئے بہت مفید ہیں۔ ضروری ہے کہ بچوں کو یہ باتیں ذہن نشین کرائی جائیں۔

سبق (۱)

سوال۔ تم کون ہو؟

جواب۔ ہم مسلمان ہیں۔

سوال۔ تمہارا دین کیا ہے؟

جواب۔ ہمارا دین اسلام ہے۔

سوال۔ تمہارا پالنے والا کون ہے؟

جواب۔ ہمارا پالنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔

سوال۔ تم کو اور ساری دنیا کو کس نے پیدا کیا؟

جواب۔ اللہ تعالیٰ نے۔

سوال۔ عبادت کس کی کرنا چاہیے؟

جواب۔ اللہ تعالیٰ کی۔

سوال۔ مسلمانوں کی کتاب کا نام کیا ہے؟

جواب۔ مسلمانوں کی کتاب کا نام قرآن کریم ہے۔

سوال۔ تمہارے رسول کون ہیں؟

جواب۔ ہمارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

سوال۔ اسلام کا کلمہ کیا ہے؟

جواب۔ اسلام کا کلمہ یہ ہے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

سوال۔ کلمہ شہادت بتائیے۔

جواب۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

سوال۔ ایمانِ مفصل کیا ہے؟

جواب۔ ایمانِ مفصل دل وزبان سے درج ذیل باتوں کا اقرار کرنا ہے۔

(۱) اللہ ایک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

(۲) فرشتے برحق ہیں اللہ تعالیٰ کی کسی قسم کی نافرمانی نہیں کرتے۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے جتنی کتابیں نازل کی ہیں سب برحق ہیں۔

(۴) تمام انبیاء علیہم السلام سچے اور برحق ہیں۔

(۵) قیامت ضرور قائم ہوگی۔

(۶) انسان کو اچھی بری جو حالت بھی پیش آتی ہے سب اللہ کی طرف سے ہے۔

(۷) موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے۔

سبق (۲)

سوال۔ نبی کس کو کہتے ہیں؟

جواب۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی شریعت دے کر لوگوں کے پاس بھیجا ہو۔

سوال۔ سب سے پہلے نبی کا نام بتائیے؟

جواب۔ سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔

سوال۔ سب سے آخری نبی کون ہیں؟

جواب۔ سب سے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

سوال۔ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آئیگا؟

جواب۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آپ کے بعد جو شخص نبی ہونے کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔

سوال۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کا نام کیا ہے؟

جواب۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کا نام حضرت عبد اللہ تھا۔

سوال۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کا کیا نام تھا؟

جواب۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کا نام حضرت آمنہ تھا۔

سوال۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ بتائیے؟

جواب۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ والد ماجد کی طرف سے یہ ہے۔

محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قُصَیّ بن کلاب بن مُرّہ بن کعب بن لُؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مُدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

سوال۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہاں پیدا ہوئے؟

جواب۔ مکہ میں۔

سوال۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کتنی عمر تھی؟

جواب۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تریسٹھ ۶۳ سال عمر تھی۔

سوال۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کتنی بیویاں تھیں ان کے نام بتائیے کیا کیا ہیں؟

جواب۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے نام یہ ہیں۔

(۱) حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بنت خویلد۔

(۲) حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

(۳) حضرت عائشہ صدیقہ بنت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہا۔

(۴) حضرت حفصہ بنت عمر فاروق رضی اللہ عنہا۔

(۵) حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا۔

(۶) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا۔

(۷) حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا۔

(۸) حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا۔

(۹) حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا۔

(۱۰) حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا۔

(۱۱) حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا۔

سوال۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کے نام بتائیے؟

جواب۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں ہیں جن کے نام یہ ہیں۔

(۱) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا۔

(۲) حضرت زینب رضی اللہ عنہا۔

(۳) حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا۔

(۴) ام کلثوم رضی اللہ عنہا۔

سوال۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دامادوں کے نام بتائیے؟

جواب۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دامادوں کے نام یہ ہیں

(۱) حضرت علی کرم اللہ وجہہ زوج فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا۔

(۲) حضرت ابو العاص بن الربیع رضی اللہ عنہ زوج زینب رضی اللہ عنہا۔

(۳) حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ زوج رقیہ و ام کلثوم۔

سوال۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کیوں کہتے ہیں؟

جواب۔ اس لئے کہ ان کے نکاح میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں تھیں۔

سبق ۳

سوال۔ فرشتوں کی تعداد کتنی ہے؟

جواب۔ فرشتوں کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔

سوال۔ فرشتے کسے کہتے ہیں؟

جواب۔ فرشتے اللہ کی نورانی مخلوق ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری کرتے ہیں اور کسی حکم کی نافرمانی نہیں کرتے۔

سوال۔ چار بڑے فرشتوں کے نام بتائیے؟

جواب۔ چار بڑے فرشتوں کے نام یہ ہیں۔

(۱) حضرت جبرائیل علیہ السلام۔

(۲) حضرت عزرائیل علیہ السلام۔

(۳) حضرت میکائیل علیہ السلام۔

(۴) حضرت اسرافیل علیہ السلام۔

سوال۔ ان بڑے فرشتوں کے کام بتائیے؟

جواب۔ (۱) حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیغام و احکام انبیاء علیہم السلام کے پاس لانے کیلئے مقرر تھے۔

(۲) حضرت عزرائیل علیہ السلام جانداروں کی جانیں قبض کرنے پر مقرر ہیں۔

(۳) حضرت میکائیل علیہ السلام مخلوق کو روزی پہنچانے اور بارش وغیرہ کے انتظام پر مقرر ہیں۔

(۴) حضرت اسرافیل علیہ السلام قیامت کو صور پھونکیں گے۔

سوال۔ چار بڑی کتابوں کے نام بتائیے؟ اور وہ کن نبیوں پر نازل ہوئیں؟

جواب۔ چار بڑی کتابوں کے نام یہ ہیں۔

(۱) قرآن مجید حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔

(۲) توراۃ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔

(۳) زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی۔

(۴) انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔

سوال۔ چار بڑے خلفاء کے نام بتائیے؟

جواب۔ چار بڑے خلفاء کے نام یہ ہیں۔

(۱) پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۲) دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔

(۳) تیسرے خلیفہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔

(۴) چوتھے خلیفہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔

سوال۔ فقہ کے چار بڑے اماموں کے نام بتائیے؟

جواب۔ فقہ کے چار بڑے اماموں کے نام یہ ہیں۔

(۱) حضرت امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔

(۲) حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ۔

(۳) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۴) حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ۔

سوال۔ مؤخر حدیث کی چھ صحیح اور مشہور کتابوں کے نام بتائیے؟

جواب۔ حدیث کی چھ صحیح اور معتبر کتابوں کے نام یہ ہیں۔

(۱) بخاری شریف۔ مؤلف۔ محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمۃ

(۲) مسلم شریف۔ مؤلف۔ امام مسلم بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ

(۳) ترمذی شریف۔ مؤلف۔ امام محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۴) ابوداؤد شریف۔ مؤلف۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۵) سنن ابن ماجہ۔ مؤلف۔ امام ابو عبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۶) نسائی شریف۔ ان کے علاوہ بھی حدیث کی بہت کتابیں ہیں۔

سوال۔ حدیث کسے کہتے ہیں؟

جواب۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کام کئے یا جن باتوں کی امت کو تعلیم دی اسے حدیث کہتے ہیں۔

سوال۔ صحابی کسے کہتے ہیں؟

جواب۔ صحابی اس شخص کو کہتے ہیں جس نے ایمان کی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو یا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہو اور ایمان کے اوپر اس کی وفات ہوئی ہو۔

سوال۔ عشرہ مبشرہ کے نام بتائیے؟

جواب۔ عشرہ مبشرہ کے نام یہ ہیں۔

(۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

(۲) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔

(۳) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔

(۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ۔

(۵) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ۔

(۶) حضرت طلحہ بن زبیر رضی اللہ عنہ۔

(۷) حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ۔

(۸) حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ۔

(۹) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ۔

(۱۰) حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ۔

سوال۔ عشرہ مبشرہ کے کیا معنی ہیں؟

جواب۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے صحابہ کرام کو دنیا ہی میں جنت کی بشارت دی ہے ان میں دس مشہور ہیں جن کو عشرہ مبشرہ کہتے ہیں۔

سبق (۴)

سوال۔ قرآن کسے کہتے ہیں؟

جواب۔ اللہ تعالیٰ کی وہ کتاب جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہے۔

سوال۔ قرآن کس تاریخ کو کہاں اور کب نازل ہوا؟

جواب۔ قرآن کریم رمضان المبارک کے مہینے میں شب قدر میں مکہ میں غار حرا میں نازل ہوا۔

سوال۔ قرآن کریم کے کل کتنے پارے ہیں؟

جواب۔ قرآن کریم کے کل تیس پارے ہیں۔

سوال۔ قرآن کریم کی کل کتنی سورتیں ہیں؟

جواب۔ قرآن کریم کی کل ایک سو چودہ ۱۱۴ سورتیں ہیں۔

سوال۔ قرآن کریم کے کل کتنے رکوع ہیں؟

جواب۔ قرآن کریم میں کل ۵۵۸ رکوع ہیں۔

سوال۔ قرآن کریم کی کل کتنی آیات ہیں؟

جواب۔ قرآن کریم کی کل ۶۶۶۶ آیات ہیں۔

سوال۔ قرآن کتنی مدت میں نازل ہوا؟

جواب۔ قرآن کریم کل تئیس سال کی مدت میں تھوڑا تھوڑا حسب ضرورت نازل ہوتا رہا اور ۲۳ سال کی مدت میں مکمل ہوا۔

سوال۔ قرآن کریم میں کل کتنے سجدے ہیں؟

جواب۔ کل چودہ سجدے ہیں۔

سوال۔ قرآن کریم کی سب سے پہلی آیت کونسی ہے؟

جواب۔ قرآن کریم کی سب سے پہلی آیت سورہ علق کی ابتدائی آیات ہیں۔

سوال۔ قرآن کریم کی سب سے آخری آیت جو آپ پر نازل ہوئی وہ کونسی ہے؟

جواب۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (سورہ مائدہ آیت ۳)

سبق (۵)

سوال۔ اسلامی سن کو کیا کہتے ہیں؟

جواب۔ اسلامی سن کو سن ہجری کہا جاتا ہے۔

سوال۔ سن ہجری کا کیا مطلب ہے؟

جواب۔ جس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اس دن سے سن ہجری کی ابتدا ہوئی۔

سوال۔ اسلامی مہینے کتنے ہیں؟

جواب۔ اسلامی مہینے بارہ ۱۲ ہیں۔

سوال۔ اسلامی مہینوں کے نام کیا ہیں؟

جواب۔ اسلامی مہینوں کے نام یہ ہیں۔

محرم۔ صفر۔ ربیع الاول۔ ربیع الثانی۔ جمادی الاولیٰ۔ جمادی الاخریٰ۔ رجب۔ شعبان۔ رمضان۔ شوال۔ ذیقعدہ۔ ذی الحجہ۔

سوال۔ اسلامی سال کی ابتدا کس مہینے سے ہوتی ہے؟

جواب۔ اسلامی سال کی ابتدا محرم کے مہینے سے ہوتی ہے۔

سوال۔ اسلامی تاریخ کو یاد رکھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب۔ اسلامی تاریخ کو یاد رکھنا فرض کفایہ ہے۔

سوال۔ مسلمان روزہ کس مہینے میں رکھتے ہیں؟

جواب۔ رمضان المبارک کے مہینے میں۔

سوال۔ عیدالفطر کسے کہتے ہیں؟

جواب۔ شوال کے مہینے کی پہلی تاریخ کو جو عید ہوتی ہے اس کو عیدالفطر کہتے ہیں۔

سوال۔ عیدالاضحیٰ کس کو کہتے ہیں؟

جواب۔ ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو جو عید ہوتی ہے اس کو عیدالاضحیٰ کہتے ہیں۔

سوال۔ شادی، بیاہ اور دیگر معاملات کی تاریخیں اسلامی مقرر کرنی چاہئیں یا انگریزی؟

جواب۔ مسلمانوں کو اپنے معاملات اسلامی تاریخ کے حساب سے طے کرنے چاہئیں۔ البتہ مزید یقین کیلئے ساتھ میں انگریزی تاریخ بھی لکھ سکتے ہیں۔

بہترین قابل مطالعہ دینی کتابیں
کتب خانہ احیاء سنّت

کتب خانہ احیاء سنت
یہ اعلان کرتے ہوئے خوشی محسوس کر رہا ہے کہ کراچی کے علماء کرام کی خدمت کے لئے ہوم سروس لائبریری کا انتظام کیا گیا ہے۔ علماء کرام کو جو کتاب درکار ہو وہ صرف کتب خانہ احیاء سنت میں فون کریں انشاء اللہ ان کی مطلوبہ کتابیں ان کے گھر پہنچادی جائیں گی۔
بیرون کراچی کے حضرات خط لکھ کر یا بذریعہ فون اپنے آرڈر بک کروا سکتے ہیں۔ جن کی فوری تعمیل کی جائے گی۔
۵۰۰/ روپے کی خریداری پر ڈاک خرچ بذمہ ادارہ ہوگا۔
فون نمبر ۷۷۲۹۲۳۹

- آپ کے مسائل اور ان کا حل ۱۵۰/ — ماہنامہ صحابی مذہب کی حقیقت
- عہد نبوت کے ماہ و سال ۷۵/ — اور ان کا انتظام ۱۲۰/
- اختلاف امت اور صراط مستقیم ۹۶/ — معارف الحدیث ۱۰۰/
- شیعیت ۹۶/ — فیوضات ربانیہ ۹۰/
- سیرت عمر بن عبدالعزیز ۲۰/ — عصر حاضر احادیث کی روشنی میں ۱۱/

نام کتاب	نرخ	نام کتاب	نرخ	نام کتاب	نرخ
حیاۃ الصحابہ ۳ جلد مکمل سیٹ	۲۳۰/	چند اہم فقہی مسائل	۲۲/	شان رسالت	۱۳/
فضائل اعمال	۴۵/	سلوک شریعت	۲۰/	مسنون دعائیں	۸/
فضائل صدقات	۹۰/	رمضان مغفرت کا مہینہ	۳۰/	راہ ہدایت قسم اول ۱۵/ دوم	۱۰/
مقالات کوثری عربی	۱۳۰/	میری نماز	۱۰/	چالیس حدیثیں قسم اول ۱۰/ قسم دوم	۶/
شرح مقدمہ مسلم		ماں باپ	۱۵/	دوزخ قسم اول ۱۵/ قسم دوم	۱۰/
اسیران مالٹا	۵۰/	سفر اعلیٰ و سفر اسفلیٰ		جنت قسم اول ۲۰/ قسم دوم	۱۱/
تحفہ نما	۶۶/	تبلیغی کام	۸/	فضائل ایمان	۹/
مذاہب وہابیت بین الاسلامی	۹۹/	[illegible] (عربی)	۱۲/	قلب قسم اول / قسم دوم	
شادی اور شریعت	۵۰/	اسیرۃ النبویہ	۲۲/	مسلمان بچے اور زندگی	۱۴/
دیوان المتنبی		[illegible] (عربی)	۲۰/	—	۸/

نام کتاب	نرخ
ختم نبوت اور پاکستان	۱۳/
رسول اکرم کی پیشین گوئیاں	۱۹/
تعلیمی اور دینی	۱۹/
جہاد افغانستان	۲۲/
شادی بیاہ کی رسوم اور اسلامی احکام	۳۹/
اسلام اور تربیت اولاد	۲۵/
بائبل قرآن اور سائنس	۴۹/
اسوۂ رسول اکرم	۷۵/
حقیقۃ الفقہ	۸۴/
الجہاد	۶۰/

کتب خانہ احیاء سنت
دارالکتب ساؤتھ سنٹر پی ای سی ایچ ایس۔ M-A جناح روڈ کراچی فون ۷۷۲۹۲۳۹

نماز میں خشوع

نماز اہم عبادت ہے اسے نہایت ہی سکون اور اطمینان سے ادا کرنا چاہیئے

خشوع کے اصل معنی ہیں کسی کے آگے جھک جانا اظہار عجز وانکساری کرنا۔ اس کیفیت کا تعلق دل سے بھی ہے اور جسم کی ظاہری حالت سے بھی۔ دل کا خشوع یہ ہے کہ جب وہ اس کے سامنے جائے تو سر جھک جائے، اعضاء ڈھیلے پڑ جائیں نگاہ پست ہو جائے، آواز دب جائے اور ہیبت زندگی کے وہ سارے آثار اس پر طاری ہو جائیں جو اس حالت میں فطرتاً طاری ہو جایا کرتے ہیں جبکہ آدمی کسی نہایت ہی شفیق اور مہربان ذات کے حضور پیش ہو اور یہ خیال رکھے کہ کہیں میری لاپرواہی سے یہ مہربان ناراض نہ ہو جائے۔

نماز میں خشوع سے مراد دل اور جسم کی یہی کیفیت ہے اور یہی نماز کی اصل روح ہے حدیث میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز پڑھ رہا ہے اور ساتھ ساتھ داڑھی کے بالوں سے کھیلتا جاتا ہے۔ اس پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ”لو خشع قلبہ خشعت جوارحہ“، اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے جسم پر بھی خشوع طاری ہوتا، اگرچہ خشوع کا تعلق حقیقت میں دل سے ہے اور دل کا خشوع آپ سے آپ جسم پر طاری ہوتا ہے جیسا کہ مذکورہ حدیث شریف سے ظاہر ہے لیکن شریعت میں نماز کے کچھ ایسے آداب بھی مقرر کر دیئے گئے ہیں جو ایک طرف قلبی خشوع میں مددگار ہوتے ہیں اور دوسری طرف فعل نماز کو کم از کم ظاہری حیثیت سے ایک معیار خاص پر قائم رکھتے ہیں۔ ان آداب میں سے ایک یہ ہے کہ آدمی دائیں بائیں نہ مڑے اور نہ سر اٹھا کر اوپر کی طرف دیکھے، نگاہ سجدہ گاہ سے متجاوز نہ ہونی چاہیئے۔ نماز میں ہلنا اور مختلف سمتوں میں جھکنا بھی ممنوع ہے اس بات سے بھی منع کیا گیا ہے کہ سجدہ میں جاتے وقت آدمی اپنے بیٹھنے کی جگہ یا سجدے کی جگہ کو صاف کرنے کی کوشش کرے تن کر کھڑے ہونا، زور زور سے جمائیاں لینا اور ڈکاریں مارنا بھی نماز میں بے ادبی ہے۔ جلدی جلدی مارا مار نماز پڑھنا بھی سخت ناپسندیدہ ہے حکم یہ ہے کہ نماز کا ہر فعل پوری طرح سکون اور اطمینان سے ادا کیا جائے اور ایک فعل مثلاً رکوع یا سجود یا قیام یا قعود جب تک مکمل نہ ہو دوسرا نہ شروع کیا جائے۔ نماز میں اگر کوئی چیز اذیت دے رہی ہو تو اسے ایک ہاتھ سے دفع کیا جا سکتا ہے مگر بار بار ہاتھوں کو حرکت دینا یا دونوں ہاتھوں کو استعمال کرنا ممنوع ہے ان ظاہری آداب کے ساتھ یہ چیز بڑی اہمیت رکھتی ہے کہ آدمی نماز میں جان بوجھ کر غیر متعلق باتیں سوچنے سے پرہیز کرے بلا ارادہ ذہن میں خیالات آئیں اور آتے رہیں تو یہ نفس انسانی کی ایک فطری کمزوری ہے لیکن آدمی کی یہ پوری کوشش ہونی چاہیئے کہ نماز کے وقت اس کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو۔ اور جو کچھ وہ زبان سے کہہ رہا ہے وہی دل سے بھی عرض کرے اس دوران اگر بے اختیار دوسرے خیال آجائیں تو جس وقت بھی آدمی کو ان کا احساس ہو۔ اسی وقت اسے اپنی توجہ ہٹا کر نماز کی طرف پھیر لینی چاہیئے۔

خشوع والی وہ نماز جو اللہ رب العالمین کو مطلوب ہے

وہ نماز جو مومن کی معراج ہے اور جسے جناب امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا یہ وہ نماز ہے۔ جو فرائض واجبات، سنن اور مستحبات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اور ان تمام چیزوں سے بچتے ہوئے جن سے نماز مکروہ ہو جاتی ہے ادا کی جائے اور اس یقین کے ساتھ ادا کی جائے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھ رہا ہے اور ہم اس رب کریم کو دیکھ رہے ہیں۔ ان سب چیزوں کی رعایت کرتے ہوئے، جو نماز پڑھیں گے وہ ایسی ہوگی جسے ختم کرنے کو جی نہ چاہے گا اور دل یہ چاہے گا کہ اس رحیم وکریم ذات کی بارگاہ میں جو ہاتھ باندھے ہیں انہیں کبھی نہ کھولے اللہ العالمین کے حضور جھکی ہوئی کمر کبھی سیدھی نہ ہو۔ وحدہٗ لاشریک کی بارگاہ میں رکھا ہوا سر کبھی نہ اٹھے۔ ایسی نماز تب ہو سکتی ہے، جب شہنشاہ حقیقی کی عظمت کا اندازہ ہو مالک یوم الدین کی کبریائی کا اعتراف واقرار ہو۔

روح البیان میں ہے کہ حضرت حاتم اصمؒ سے عاصم بن یوسفؒ نے دریافت کیا کہ آپ کس طرح نماز پڑھتے ہیں؟ فرمایا جب نماز کا وقت آتا ہے تو بڑی احتیاط سے وضو کرتا ہوں ایسے کہ کوئی سنت اور مستحب بھی چھوٹ جائے۔ وضو کرکے جائے نماز پر کھڑا ہوتا ہوں کعبہ شریف کو اپنے منہ کے سامنے رب العالمین کو اپنے سر پر حاضر ناظر جانتا ہوں جنت کو اپنی داہنی طرف دوزخ کو بائیں طرف اور ملک الموت کو اپنے پیچھے خیال کرتا ہوں۔ بڑی تعظیم سے اللہ اکبر کہتا ہوں بڑے غور اور تامل سے قرآن کریم سنتا اور سمجھتا ہوں، نہایت تواضع کے ساتھ رکوع کرتا ہوں، انتہائی عاجزی کے ساتھ سجدہ کرتا ہوں، انتہائی انکساری کے ساتھ گردن جھکا کر التحیات پڑھتا ہوں۔ پوری امید کے ساتھ سلام پھیرتا ہوں۔ خوف الٰہی کو اپنے دل میں جگہ دیتا ہوں۔ اور نماز قبول ہونے کی امید اور نہ قبول ہونے کا ڈر دل میں رکھ کر نماز سے فارغ ہوتا ہوں۔ اور زندہ ساری عمر ایسی نماز پڑھنے کا دل میں عہد کرتا ہوں۔ اور پورے تیس سال سے اسی طرح نماز پڑھ رہا ہوں عاصم بن یوسفؒ یہ باتیں سن کر چیخیں مار مار کر رونے لگے کہ اے کاش ہمیں بھی ایسی نمازیں نصیب ہوتیں!!!

نماز تمام عبادات میں سے اہم عبادت ہے اس کے مسائل کا جاننا بھی تمام امور سے اہم ہے مسائل سیکھنے

باقی صفحہ ۲۴ پر

نماز جامع ترین اور مقرب ترین عبادت ہے

از محمد شفیع عمر الدین، میر پور خاص

حضرت سیدنا و مولانا و مرشدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

حق تعالیٰ آپ کو ان کاموں کے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جن میں اس کی خوشنودی ہے۔ آدمی کو جس طرح اپنے اعتقاد شریعت کے مطابق/ صحیح کئے بغیر چارہ نہیں۔ اسی طرح اسے اعمال صالحہ بجالائے بغیر بھی چارہ نہیں۔

جامع ترین عبادت اور مقرب ترین طاعت نماز کا ادا کرنا ہے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ۔

الصلوٰۃ عماد الدین فمن اقامها فقد اقام الدین ومن ترکها فقد هدم الدین۔

ترجمہ۔ نماز دین کا ستون ہے۔ جس نے اس کو قائم کیا اس نے دین کو قائم کیا۔ اور جس نے اس کو چھوڑ دیا اس نے (اپنے) دین کو چھوڑ دیا۔

اللہ تعالیٰ (اپنے فضل سے) جس شخص کو ہمیشہ نماز پڑھنے کی توفیق بخشتے ہیں اسے بے حیائی اور بری باتوں سے دور رکھتے ہیں۔ اس کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے۔

ان الصلوٰۃ تنهیٰ عن الفحشاء والمنکر

(العنکبوت۔ آیت۔ ۴۵)

ترجمہ۔ بے شک نماز بے حیائی اور بُری بات سے روکتی ہے۔

جس نماز میں یہ (بے حیائی اور بری بات سے روکنے کی) بات نہ پائی جائے وہ صورت صلوٰۃ ہے حقیقت صلوٰۃ نہیں رکھتی۔ لیکن حقیقت صلوٰۃ کے حصول تک اس صورت نماز کو نہ چھوڑنا چاہیے۔ مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ۔ (جو چیز پوری طرح حاصل نہ ہو اس سے جو کچھ حاصل ہو اسے چھوڑنا نہ چاہیے۔

اکرم الاکرمین حق تعالیٰ اگر صورت نماز کو حقیقت نماز کا درجہ عطا فرمائیں اور اسے قبول فرمائیں تو بعید نہیں۔ پس ہمیشہ نماز کو باجماعت، خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھنا لازم پکڑیں۔ کیونکہ نماز ہی ذریعہ نجات اور آخرت کی کامیابی کا ذریعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

قد افلح المومنون الذین هم فی صلاتهم خٰشعون۔ (المومنون۔ آیت۔ ۱-۲)

(بیشک کامیاب ہوگئے وہ مومن جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں) (از مکتوب۔ ۸۵۔ دفتر اول)

نماز مومن کے لئے معراج ہے۔ لہٰذا اہتمام کرنا چاہیے کہ سب فرض نمازیں باجماعت (مسجد میں) ادا ہوتی رہیں۔ بلکہ امام کے ساتھ تکبیر اولیٰ بھی ترک نہ ہو۔ اور ہر نماز مستحب وقت میں ادا ہو۔ (از مکتوب۔ ۲۶۷۔ دفتر اول)

منقول ہے کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز باجماعت ادا فرمائی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے مقتدیوں کو دیکھا تو اس وقت اصحاب میں سے ایک شخص کو حاضر نہ پایا۔ آپ نے فرمایا کہ فلاں شخص جماعت میں کیوں حاضر نہیں ہوا؟ حاضرین حضرات نے عرض کی کہ وہ اکثر شب بیداری کرتا ہے۔ اس لئے ممکن ہے کہ وہ اس وقت سو گیا ہو۔ آپ نے فرمایا کہ اگر وہ ساری رات سویا رہتا اور فجر کی نماز باجماعت پڑھتا تو یہ بہتر ہوتا۔ (از مکتوب۔ ۲۹۔ دفتر اول)

جب نماز درست طور پر پڑھنے کی توفیق حاصل ہوگئی تو نجات کی بہت بڑی امید ہے۔

(از مکتوب۔ ۲۰۔ دفتر دوم)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نمازیں صحیح طور پر پڑھنے کی ہمت سے نوازے۔ اور ہماری نجات کا ذریعہ بنائے۔

(آمین)

غیر اسلامی اخلاق قرآن و سنت کی روشنی میں

تلخیص: عبداللہ حسنی ندوی

چغلخوری

چغلخوری کسی کو ذلیل کرنے کے لئے افواہ بازی کی قرآن مجید میں سخت مذمت ہے اور اسی کے ساتھ ہر چیز پر کان دھرنے اور بغیر جانچے پرکھے ہر بات مان لینے پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا گیا ہے۔

یاایها الذین آمنوا ان جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا ان تصیبوا قوما بجهالة فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین (الحجرات)

اے ایمان والو! اگر کوئی گنہگار تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لو کہیں کسی قوم پر نادانی سے جا نہ پڑو پھر اپنے کئے پر پچھتانے لگو

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں بتاؤں کہ سب سے برے لوگ کون ہیں پھر خود ہی فرمایا جو چغلیاں کھاتے پھرتے ہیں اور دوستوں کے آپس کے تعلقات خراب کرتے ہیں (مسند احمد)

اذ تلقونه بالسنتکم وتقولون بافواهکم ما لیس لکم به علم وتحسبونه هینا وهو عند اللہ عظیم

جب تم لگے اپنی زبانوں سے اس کی نقل در نقل کرنے اور اپنے منہ سے ایسی باتیں کہنے لگے جس کی تم کو مطلق خبر نہیں اور تم نے اس کو ایسی ہلکی بات سمجھا حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے

غیبت و عیب جوئی

غیبت و عیب جوئی بھی بد اخلاقی ہے قرآن نے روکا گیا کیونکہ جس معاشرہ میں عیب پیدا ہوتے ہیں وہ معاشرہ سدھار اور خوشگوار ماحول سے کٹ جاتا ہے ناخوشگواری اور باہمی رنجشوں کا ایسا ماحول تیار ہو جاتا ہے جو ہر فرد کو ایک نہ ختم ہونے والے عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے قرآن مجید نے بھی طور پر اس...

کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔

یا ایھا الذین آمنوا لا یسخر قوم من قوم عسیٰ ان یکونوا خیرا منھم ولا نساء من نساء عسیٰ ان یکن خیرا منھن ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولئک ھم الظالمون ۔ یا ایھا الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ واتقوا اللہ ان اللہ تواب الرحیم (حجرات)

مسلمانو! نہ مردوں پر مرد ہنسیں عجب نہیں کہ جن پر ہنستے ہیں وہ خدا کے نزدیک ان سے بہتر ہوں، اور نہ عورتیں عورتوں پر ہنسیں عجب نہیں کہ جن پر ہنستی ہیں وہ ان سے بہتر ہوں، آپس میں ایک دوسرے کو طعنے نہ دو اور نہ ایک دوسرے کو نام دھرو ایمان لانے کے بعد بدتہذیبی کا نام ہی برا ہے اور جو ان حرکات سے باز نہ آئیں تو وہی اللہ کے نزدیک ظالم ہیں۔ مسلمانو! لوگوں کی نسبت بہت شک کرنے سے بچتے رہو کیونکہ بعض شک گناہ میں داخل ہیں اور ایک دوسرے کی ٹوہ میں نہ رہا کرو اور تم میں سے ایک کو ایک پیٹھ پیچھے برا نہ کہے، بھلا تم میں سے کوئی اس بات کو گوارا کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے تو تم کو گھن آئے گی اور اللہ تعالیٰ سے تقویٰ کرو بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر قادیانیوں کی دلیلیں

اور اس سلسلہ میں قادیانی فریب کی پردہ دری

آخری قسط

ہمارے دعوے کا دوسرا جزو یہ ہے کہ حضرت مسیح زندہ اپنے مادی جسم کے ساتھ آسمان سے نزول فرمائیں گے، اس کے بعد ان کی طبعی موت ہوگی۔ اس کے ثبوت میں مندرجہ بالا آیت کے دوسرے حصہ پر غور کیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت مسیح کی طبعی موت سے قبل تمام یہود ونصاریٰ آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ یہ ظاہر ہے کہ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتے بلکہ اسی طرح ان کے دشمن ہیں اور برا بھلا کہتے ہیں۔ جس طرح کہ بقول یہودیوں کے سولی کے وقت کہتے تھے۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ یہودی ابھی تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان

پہلی دلیل قادیانی اس سلسلہ میں یہ آیت پیش کرتے ہیں یعنی انی متوفیک ورافعک الیّ اور کہتے ہیں کہ یہ آیت بتلاتی ہے کہ حضرت مسیح مر گئے اور ان کا درجہ بلند کیا گیا مرزائی اس میں بھی عوام کو دھوکا دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اس میں واؤ ترتیب کا ہے جس کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ پہلے وہ مر گئے اس کے بعد ان کا درجہ بلند کیا گیا یہ بالکل غلط ہے۔ واؤ ترتیب کا ہوتا ہی نہیں ورنہ اس کے یہ معنی ہوں گے کہ خدا کے اس ارشاد اقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ کا مطلب یہ ہوگا کہ پہلے نماز پڑھو اس کے بعد زکوٰۃ دو۔ اگر نماز سے پہلے زکوٰۃ دی تو وہ ناجائز یا اقیموا الصلوٰۃ ولا تکونوا من المشرکین یعنی پہلے نماز پڑھو اس کے بعد شرک چھوڑ دو حالانکہ یہ دونوں معنی غلط ہیں۔ پس اس آیت سے ثابت ہوا کہ واؤ ترتیب کا نہیں ہوتا۔ اگر ترتیب کا واؤ مان لیا جائے تو قادیانی یہاں کیا جواب دیں گے۔ ایک جگہ خدا فرماتا ہے ’’برب موسیٰ وھٰرون‘‘ دوسری جگہ خدا فرماتا ہے ’’برب ھٰرون وموسیٰ‘‘ اگر واؤ ترتیب کا مانا جائے تو ان دونوں آیتوں میں ایک سچی ہوگی اور دوسری جھوٹی، حالانکہ دونوں آیتیں سچی ہیں۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ واؤ ترتیب کا ہوتا ہی نہیں۔ اب انی متوفیک کا اصل مطلب سنیئے۔

جب حضرت عیسیٰ مسیح اپنے دین کی تبلیغ فرما رہے تھے تو یہودیوں کی طرف سے اس کی سخت مخالفت تھی اور حضرت عیسیٰ مسیح کو اپنی جان کا سخت خطرہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تسلی کے لئے فرمایا کہ انی متوفیک ورافعک الیّ یعنی اے عیسیٰ! تو دشمنوں سے خوف نہ کر یہ تجھے نہ سولی پر چڑھا سکتے ہیں اور نہ قتل کر سکتے ہیں بلکہ میں تجھ کو طبعی موت دوں گا اور جب تو دشمنوں کے نرغے میں پھنسے گا۔ تو میں تجھ کو اپنے پاس اٹھا لوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب حضرت عیسیٰ دشمنوں کے نرغے میں پھنسے تو اللہ نے ان کو بچایا اور مادی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھا لیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب سراج منیر صفحہ ۳ پر یہ مانا ہے کہ انی متوفیک ورافعک الیّ تسلی کے لئے حضرت عیسیٰ کو الہام کیا گیا تھا۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی کے لئے خدا نے پہلے یہ فرمایا عفا اللہ عنک اس کے بعد یہ فرمایا لم اذنت لھم پس دونوں جگہ رفع سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے مادی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔

دوسری دلیل قادیانی وفات مسیح کے ثبوت میں نہیں لائے ہیں۔ اور عیسائی جیسا مانتے ہیں ویسا برے لفظوں سے اس

شمیم احمد (جیولرز)
SHAMIM AHMED JEWLLERS
سونے کے جدید ترین زیورات کیلئے تشریف لائیں
مینوفیکچرز اینڈ آرڈر سپلائر
دوکان نمبر ۳۲ جیولرز سینٹر راجہ غضنفر علی روڈ صدر کراچی۔ فون نمبر: ۵۱۴۱۰۰

سے صاف ثابت ہوگیا کہ ابھی حضرت عیسیٰ نے انتقال (طبعی موت) نہیں فرمایا ہے۔ بلکہ ابھی تک زندہ آسمان پر ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ملک عرب (دمشق) میں آسمان سے اپنے مادی جسم کے ساتھ اتریں گے۔ قتل دجال فرمائیں گے۔ شادی کریں گے اولاد ہوگی۔ پھر مدینہ منورہ میں اپنی طبعی موت سے انتقال فرمائیں گے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر میں، جو ایک جگہ خالی ہے وہاں پر، دفن کئے جائیں گے۔ بحمداللہ دونوں باتوں کا ثبوت قرآن شریف سے ہوگیا۔

قادیانی اس موقعہ پر کہتے ہیں کہ رفعہ اللہ سے مراد رفع درجات ہے نہ کہ رفع جسم مادی یہ ان کا ایک قسم کا دھوکہ ہے۔ اس لئے کہ اگر رفع سے مراد رفع درجات لیا جائے تو اس سے صاف ماقتلوہ وما صلبوہ کی تردید ہوتی ہے۔ یعنی یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسیح کو سولی دی گئی اور قتل کیا گیا تاکہ رفع درجات ہو۔ حالانکہ خدا سولی و قتل کی نفی کرتا ہے۔ یہ امر بھی قابل سوال ہے کہ جب رفع درجات مراد ہے تو نفی قتل و صلب کے بعد بل کی کیا ضرورت ہے؟ حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ورفعناہ مکانا علیا۔ اس آیت میں بل نہیں ہے اور نہ الیہ، پس اس آیت سے حضرت مسیح کے رفع درجات کو ثابت نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے کہ حضرت مسیح کے متعلق ان کے مادی جسم کا ذکر ہے کہ ان کے مادی جسم کو نہ سولی دی گئی اور نہ قتل کیا گیا بلکہ اس مادی جسم کو خدا نے اپنی طرف اٹھالیا۔ پس رفع درجات کی تاویل محض دھوکہ ہے۔ رفع درجات کے لئے وکان اللہ عزیزا حکیما کا کیا تعلق اور اس کی ضرورت کیا۔ اس لئے کہ شہداء کے رفع درجات تو ہوتے ہی ہیں، یہ تو عام بات ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے غلبہ و حکمت کا ذکر فرمایا ہے۔ تو یہ اسی لئے کہ عام لوگوں کے نزدیک مادی جسم کا آسمان پر جانا اور وہاں پر اتنے دنوں تک قیام اور پھر دنیا میں نزول ایک تعجب کی اور انہونی سی بات معلوم دیتی ہے۔ مگر اللہ اس پر بھی غالب ہے۔ وہ اپنے غلبہ سے مادی جسم کو آسمان پر لے گیا اور اپنی حکمت سے اب تک رکھے ہوئے ہے۔ اور وقت مقررہ پر دنیا میں پھر نزول کرائے گا۔ آیت زیر بحث سے ہم نے حضرت مسیح کا رفع الی السماء اور نزول ثابت کیا ہے اب ہم قادیانیوں کی دلیلیں بیان کرکے شافی جواب تحریر کرتے ہیں۔

ایک آیت اور پیش کرتے ہیں فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم یعنی اور جب تو نے مجھے فوت کرلیا تو تو ہی ان پر نگہبان تھا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ گفتگو حضرت مسیح کی اور خدا کی قیامت کے دن کی ہے اور بیشک قیامت سے قبل حضرت مسیح فوت ہوچکے ہوں گے ہم مسلمان اس کے قائل ہیں کہ حضرت مسیح قرب قیامت دنیا میں تشریف لائیں گے۔ دمشق نامی شہر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق آسمان سے نزول فرمائیں گے۔ باب لُد پر دجال کو قتل فرمائیں گے۔ شریعت محمدیہ کی تبلیغ فرمائیں گے۔ مدینہ منورہ تشریف لائیں گے۔ شادی کریں گے اولاد ہوگی اس کے بعد حسب وعدۂ خداوندی (انی متوفیک) آپ طبعی موت سے مریں گے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر میں دفن کئے جائیں گے۔ قیامت میں حضرت عیسےٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ و عمر فاروقؓ کے درمیان اس مزار مقدس سے اٹھیں گے تو اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ سے محض یہ سوال کرے گا کہ کیا تم نے (خدا کے ماننے کی تعلیم آپ نے دی اے عیسیٰ) دنیا میں دی تھی؟ حضرت مسیح اس کا یہ جواب دیں گے کہ اے خدا تو شرک سے پاک ہے جو بات مجھے لائق نہیں وہ میں کیوں کہتا۔ اصل سوال کا جواب ختم ہوگیا۔ مگر چونکہ حضرت مسیح کو اپنی بیزاری کے ساتھ ان کی سفارش بھی کرنی تھی۔ اس لئے استحقاق شفاعت کو برقرار رکھنے کیلئے یہ فرمایا کہ جب تک میں ان میں تھا، میں ان کا نگہبان تھا اور جب تو نے مجھے فوت کرلیا۔ تو تو ہی ہر چیز کا نگہبان ہے۔ جیسے وہ ہیں تو جانتا ہے۔ اس سے آگے ان کی جتنا سفارش بھی کی ہے کہ اگر تو ان کو عذاب کرے تو تیرے بندے ہیں، کوئی تجھے روک نہیں سکتا اگر تو ان کو بخشے تو تو بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے۔ پس اس آیت سے بھی یہ نتیجہ نکالنا کہ مسیح علیہ السلام اس وقت مردہ اور فوت شدہ ہیں کسی طرح ٹھیک نہیں۔

تیسری دلیل

قادیانی وفات مسیح کے سلسلے میں ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں کہ کانا یاکلان الطعام۔ یعنی حضرت مسیح اور ان کی ماں کھانا کھاتے تھے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ اب مرگئے اس لئے کھانا نہیں کھاتے۔ یہ قادیانیوں کا خیال خام خیال ہے۔ اس لئے اول تو کانا کے لفظ سے زمانہ حال کی نفی نہیں ہوتی۔ دوسرے کھانا نہ کھانے سے زندگی محال نہیں ہوتی۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال صوم یعنی ایسے روزوں سے منع فرمایا ہے کہ جن میں رات میں بھی کچھ نہ کھایا جائے بلکہ پے درپے بے آب و نان گذارا ہو اس پر صحابہؓ نے دریافت کیا کہ حضرت آپ کیوں وصال کیا کرتے ہیں، تو آپؐ نے جواب میں فرمایا۔ انی ابیت یطعمنی ربی ویسقینی۔ یعنی میں رات گذارتا ہوں میرا رب مجھے کھانا کھلاتا ہے۔ پانی پلاتا ہے، اسی طرح حضرت مسیح بھی خدا کے پاس ہیں وہ انہیں کھلاتا اور پلاتا ہے اور اصحاب کہف قرآن شریف کے فرمان کے بموجب غار میں تین سو نو برس تک سوتے رہے جس طرح خدا نے ان کو زندہ رکھا اسی طرح حضرت مسیح کو بھی خدا نے اپنے پاس زندہ رکھا اور زندہ رکھے گا۔ اور اس میں کوئی استحالہ نہیں ہے پس یہ ثبوت بھی مرزائیوں کا محض دھوکا اور فریب ہے۔

چوتھی دلیل

قادیانی وفات مسیح کے سلسلہ میں یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل اور اس کا ترجمہ یہ کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل جتنے نبی تھے وہ سب فوت ہوگئے۔ خلت کا ترجمہ مرزا صاحب اور مرزائی حضرات فوت ہوجانے اور مرجانے کا کرتے ہیں جو بالکل غلط ہے خلت کا معنی مرنے کے نہیں آتے بلکہ گذرنے خالی ہونے وغیرہ کے ہیں جیسے خدا نے فرمایا۔ واذا خلوا الی شیاطینہم۔ قد خلت من قبلکم سنن۔ فی الایام الخالیہ۔ ان آیتوں میں کہیں موت کے معنی نہیں۔ پس آیت کے صاف معنی یہ ہیں کہ تجھ سے پہلے کل نبی اپنے اپنے وقت میں کام کرکے چلے گئے۔ یعنی ان کے فرائض نبوت ختم ہوگئے۔ اس آیت کو بھی حضرت مسیح کی وفات سے کوئی تعلق نہیں۔

پانچویں دلیل

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرکے مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد یعنی کوئی بشر ہمیشہ زندہ نہیں رہا۔ یہ آیت بھی وفات مسیح ثابت نہیں کرتی۔ اس لئے کہ ہم کب مانتے ہیں کہ حضرت مسیح ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ ہم تو یہ مانتے ہیں کہ قیامت سے قبل حضرت مسیح دوبارہ دنیا میں نزول فرماکر اپنی طبعی موت مریں گے۔

چھٹی دلیل

قادیانی بسلسلہ وفات مسیح علیہ السلام یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں

واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمت حیًّا مرزا جی نے اس آیت کو پیش کرکے محض زکوٰۃ پہ بڑا زور دیا ہے کہ آسمان پر زکوٰۃ کس کو ادا کرتے ہوں گے اور کیا دیتے ہوں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ مر گئے۔ یہ بھی ایک قسم کا دھوکا ہی ہے۔ انسان کب اور کہاں مکلف بالشرع ہوتا ہے۔ اس دنیا میں یا اس دنیا کے علاوہ اور بھی کہیں؟ حضرت آدم علیہ السلام جنت میں نہ ہی تھے کیا وہ جنت میں بھی کسی قسم کی عبادت کرتے تھے؟ اگر کرتے تھے تو ثبوت پیش کرو۔ اگر نہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر جا کر کیسے مکلف ہوئے؟ نیز زکوٰۃ تو وہ دیتا ہے جو مال والا ہو۔ یہ ثابت کیجئے کہ حضرت عیسیٰ صاحب مال ہیں۔

ساتویں دلیل

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں کہ حضرت مسیح نے

فرمایا۔ والسلام علیّ یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیًّا۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح نے اپنی پیدائش اور وفات اور دوبارہ بعثت کا ذکر کیا۔ مگر آسمان پر اٹھائے جانے کا ذکر نہیں کیا۔ اس لئے وہ مر گئے۔ کیا اچھا ثبوت ہے۔ عدم ذکر سے عدم شئی لازم نہیں آتا۔ دوسرے ہو سکتا ہے کہ حضرت مسیح کو اپنے آسمان پر اٹھائے جانے کا اس وقت علم ہی نہ ہو۔ تو کیسے اس کا ذکر کرتے۔ پس اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں ہوتا۔

آٹھویں دلیل

قادیانی یہ آیت پیش کرتے ہیں۔ او ترقی فی السماء قل

سبحان ربی هل کنت الا بشرا رسولا۔ مرزا جی اس آیت پہ یہ فرماتے ہیں۔ کفار مکہ نے آنحضرتؐ سے درخواست کی آپ آسمان پر چڑھ جائیں۔ جواب ملا کہ یہ عادت اللہ نہیں کہ خاکی جسم آسمان پر چڑھ جائے۔ پس مسیح بجسد عنصری آسمان پر نہیں گئے بلکہ فوت ہو گئے ہیں۔

مرزا جی نے اس کے ترجمہ میں بہتان سے کام لیا ہے۔ عادت اللہ کس لفظ کا ترجمہ ہے یہ بالکل تحریف ہے آیت کا مطلب بالکل صاف ہے۔ کفار مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ جب تک تم آسمان پر نہیں چڑھو گے ہم تمہاری بات نہیں مانیں گے۔ جواب ملا کہ خدا تو سب کچھ کر سکتا ہے وہ ایسے کاموں سے عاجز نہیں وہ تو عاجزی سے پاک ہے ہاں میرا کام نہیں کہ میں خود بخود چڑھ جاؤں۔ میں تو صرف اس کا رسول ہوں جو مجھے ارشاد ہو گا۔ تعمیل ارشاد کو حاضر ہوں۔ بتلائیے یہ کس لفظ کا ترجمہ ہے کہ۔ عادت اللہ نہیں کہ خاکی جسم آسمان پر جائے۔ مرزا جی نے سبحان ربی کے معنی تو خوب تراشں لئے کہ۔۔ ایسے خلاف عادت کام کرنے سے میرا خدا پاک ہے۔ مگر هل کنت الا بشرا رسولا کو کیا کریں گے جو عبد و عبودیت کا مظہر ہے۔ جس سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ میں اس سوال کا مخاطب نہیں ہو سکتا اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں۔

نویں دلیل

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں۔ ومنکم من یتوفی و

منکم من یرد الی ارذل العمر لکیلا یعلم بعد علم شیئا اس آیت کو پیش کرکے یہ کہا گیا ہے کہ آدمی اپنی عمر طبعی کو پہنچ کر مر جاتا ہے۔ پس حضرت مسیح بھی اپنی عمر طبعی کو پہنچ کر مر گئے۔

مرزا جی کا یہ خیال ہی خیال ہے اور اس زمانہ کے لوگوں کی عمر طبعی کا خیال کرکے مرزا صاحب نے اٹکل سے یہ بات کہی ہے، حالانکہ اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ شروع زمانہ سے لوگوں کی عمر طبعی کتنی ہوتی تھی۔ حضرت نوح علیہ السلام کو دیکھئے کہ ساڑھے نو سو برس تک تو محض تبلیغ فرمائی، نہیں معلوم کہ ان کی عمر طبعی کس قدر تھی۔ بعض نبیوں کی چودہ چودہ سو برس تک عمر ہوئی ہے۔ بقول تفسیر ابن کثیر حضرت مسیح تینتیس ۳۳ برس کی عمر میں آسمان پر اٹھائے گئے۔ پس اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح کی عمر طبعی کا اندازہ کوئی بغیر محدود زمانہ ہے جس کی مثال دنیا میں آج تک کسی فرد بشر پہ نہیں آئی۔

دسویں دلیل

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین ہ اس آیت کو پیش کرکے یہ کہتے کہ جسم خاکی آسمان پر نہیں جا سکتا اس لئے کہ جگہ اور گزارہ کی جگہ زمین ہے۔ مگر اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں ہوتی اس لئے کہ حضرت مسیح رہنے و گزارہ کرنے آسمان پر نہیں گئے ہیں بلکہ عارضی طور پہ گئے ہیں ورنہ اس آیت ولکم فیہا منافع ومشارب افلا تشکرون سے محض یہی ماننا پڑیگا کہ سوائے چار پایوں کے اور کسی میں منافع نہیں اور سوائے ان کے دودھ کے اور کچھ نہیں پی سکتے حالانکہ ہم تمام دنیا کی چیزوں سے نفع اٹھاتے ہیں اور پانی، شربت اور ہر حال کا دودھ پیتے ہیں اسی طرح ہم محمد رسول اللہ کہتے ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ محمدؐ ہی اللہ کے رسول ہیں اور موسیٰ و عیسیٰ اللہ کے رسول نہیں ہیں۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ آسمان عارضی مستقر ہو سکتا ہے چنانچہ اس وقت حضرت مسیح کے لئے آسمان عارضی مستقر ہے۔

گیارہویں دلیل

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق یعنی درازی عمر میں حواس و عقل زائل ہو جاتی ہے۔ پس مسیح کی عقل میں فرق آ گیا ہو گا۔ اس لئے وہ مر گئے ہوں گے۔

مرزا جی نے اپنی عمر پر مسیح کی عمر کو قیاس کیا ہے حضرت نوح جو ساڑھے نو برس تک تبلیغ کرتے رہے تو بقول مرزا اس

مفت مشورہ برائے خدمت خلق
پچکے ہوئے گال پتلا کمزور جسم
● جسمانی وزن، قد کاٹھ، طاقت، خون و بھوک بڑھانے کے لئے ● جسم کو مضبوط، سمارٹ، خوبصورت و طاقتور بنانے کے لئے ● تمام مردانہ، زنانہ و بچوں کی امراض کے لئے ● روزانہ کئی سیر دودھ، گھی، گوشت، فروٹ ہضم کرنے کے لئے ● تمام پرانی بیماریوں کیلئے چالیس سال کی تجربہ شدہ مجرب ترین دیسی دواؤں کا مفت مشورہ و جواب کیلئے جوابی لفافہ یا اسکی قیمت ارسال کریں ورنہ جواب نہ دیا جائے گا۔ نوٹ:۔ خط بالکل مختصر و چھوٹا لکھیں پتہ صرف اردو میں لکھیں۔
حکیم بشیر احمد بشیر
رجسٹرڈ کلاس اے گورنمنٹ آف پاکستان
چاندنی چوک محلہ غلام محمد آباد فیصل آباد پاکستان
پوسٹ کوڈ 38900
فون دکان 354840 فون رہائش 354795

درازی عمر میں وہ حواس وعقل کھو چکے ہوں گے اور اسی بدحواسی و بے عقلی کی حالت میں تبلیغ کرتے ہوں گے انا للّٰہ۔ مرزا جی کی درازی عمر کو سامنے رکھ کر حضرت نوحؑ یا حضرت عیلیؑ کی درازئ عمر کو نہیں دیکھنا چاہئے۔ بہرحال اس آیت کو وفات سے دور کا بھی تعلق نہیں۔

بارھویں دلیل

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں۔ انما مثل الحیوٰۃ الدنیا کماء انزلناہ من السماء فاختلط بہ نبات الارض مما یاکل الناس والانعام یعنی کھیتی کی طرح انسان بعد کمال زوال کی طرف رخ کرتا ہے۔ پس مسیح بھی کمال سے زوال کی طرف آئے اور مرگئے۔ مگر یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ اکثر بچے ایک سال کے ہو کر مر جاتے ہیں اس کے پہلے بھی اور اس کے بعد بھی بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ حضرت نوحؑ کی طرح ہزار سال تک کمال کو نہیں پہنچتے۔ اسی طرح حضرت مسیح کو بھی ابھی وہ کمال نہیں آیا ہے جس کے بعد ان کو زوال آتا ہے اور اس میں کیا استحالہ ہے۔ پس یہ آیت بھی مرزائیوں کے لئے مفید نہیں ہے اور ان کا مدعا اس سے بھی ثابت نہیں ہوتا۔

تیرھویں دلیل

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں۔ وما ارسلنا من قبلک من المرسلین الا انھم لیاکلون الطعام ویمشون فی الاسواق ٥ اس کا مفصل جواب اوپر گذر چکا ہے۔ جس کا مختصر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح کو کھلاتا پلاتا ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال صیام کے موقع پر فرمایا۔ اور زندگی کے لئے کھانا اور بازاروں میں چلنا ضروری نہیں ہے۔ بہرحال اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں ہے۔

چودھویں دلیل

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں۔

والذین یدعون من دون اللّٰہ لا یخلقون شیئا وھم یخلقون اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون ٥ کہتے ہیں کہ اس آیت میں مصنوعی معبودوں کی موت کی خبر دی گئی ہے۔ چونکہ حضرت مسیح بھی ان کے مصنوعی معبود تھے۔ اس لئے وہ بھی مرگئے۔

اس میں بھی مرزائیوں نے دھوکا کھایا ہے۔ اول تو عیسائیوں کے مصنوعی معبود حضرت مسیح نہ تھے بلکہ یسوع تھے۔ جس کو مرزا جی نے بھی مانا ہے۔ دوسرے اس آیت میں لفظ اموات ہے جو جمع ہے میت کی میت مردہ کو بھی کہتے ہیں اور بے جان کو بھی۔ آیت شریفہ میں مصنوعی معبودوں سے مورتیاں مراد ہیں۔ جملہ مصنوعی معبود بے جان اور جاندار مراد ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے مورتیوں کے علاوہ دوسرے مصنوعی معبودوں کی معبودیت کے باطل ہونے کی دلیلیں دوسری آیات میں موجود ہیں۔ پس اس آیت سے ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت مسیح مرگئے۔

پندرھویں دلیل

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں۔ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین ٥ اور کہتے ہیں کہ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اس لئے مسیح ان کے بعد نہیں آسکتے۔ پس معلوم ہوا کہ وہ فوت ہوگئے یہ بھی ایک قسم کا دھوکا بلکہ نافہمی ہے۔ بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ آپ کے بعد کسی کو نبوت نہیں ملے گی۔ حضرت مسیح نبوت سابقہ ہی سے موصوف ہوں گے جیسے حضرت ہارون بلکہ خود حضرت مسیح پہلے توراۃ کے تابع احکام تبلیغ کرتے رہے اسی طرح بعد تشریف آوری قرآن شریف کے تابع ہو کر رہیں گے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔

آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا۔ لو کان موسیٰ حیا لما وسعہ الا اتباعی۔ خدا نے سب نبیوں سے عام طور پر وعدہ لیا ہے کہ جب تمہارے زمانہ میں کوئی رسول آوے تو تم اس کو مان لینا اور اس پر ایمان لانا پس اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں۔

سولہویں دلیل

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں۔ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ اس آیت کو پیش کرکے مرزا جی کہتے ہیں کہ وفات مسیح کے متعلق اہل کتاب سے دریافت کرو۔ اہل کتاب حضرت مسیح کی طبعی موت کے متعلق کچھ نہیں کہتے۔ جو کچھ کہتے ہیں وہ سولی اور قتل کے متعلق کہتے ہیں۔ اور قرآن شریف سولی اور قتل کی تردید کرتا ہے۔ پس اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں ہے۔

سترہویں دلیل

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں۔ یاایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی ٥ مرزا جی کہتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک آدمی مرے نہیں خدا کے نیک بندوں میں نہیں ملتا۔ اور بموجب حدیث معراج حضرت مسیح نیک بندوں میں داخل ہو چکے ہیں۔ اس لئے فوت شدہ ہیں۔

یہ بھی محض غلط اور دھوکا ہے۔ اس لئے کہ بموجب شہادت حدیث معراج خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نیک بندوں میں داخل تھے یا نہیں؟ پھر آپ اس کے بعد دوسری زندگی سے آئے تھے۔ یا اسی زندگی سے؟ حالانکہ آیت کا مطلب بالکل صاف ہے کہ جب نیک بندے بوقت قیامت قبروں سے اٹھیں گے تو اس وقت خدا کے فرشتے ان سے کہیں گے۔ اے نفس خدا کے ذکر سے تسلی پانے والے! خدا کی طرف چل اور راضی خوشی خدا کے نیک بندوں میں داخل ہو۔ (تفسیر معالم) اس کو مسیح کے فوت ہونے سے کیا تعلق؟

اٹھارہویں دلیل

قادیانی یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں۔ اللّٰہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم۔ مرزا جی کا کہنا یہ ہے کہ اس آیت میں چار واقعات انسان کی زندگی کے ہیں پیدائش پھر انسان کی تکمیل و تربیت کے لئے رزق مقسوم ملنا۔ پھر اس پر موت وارد ہونا۔ پس معلوم ہوا کہ مسیح فوت شدہ ہیں۔ مگر شاید مرزا صاحب کو یہ معلوم نہیں کہ تکمیل اور تربیت کی حدود مختلف ہیں۔ اور رزق مقسوم بھی ہر زندگی کے مناسب ہوتا ہے۔

پس اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں۔

انیسویں دلیل

قادیانی یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں۔ کل من علیھا فان ویبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام۔

اس میں بھی مرزا جی کو دھوکا لگا ہے۔ یا مرزا جی دوسروں کو دھوکا دے رہے ہیں اس آیت کا صحیح مطلب یہ ہے کہ ہر زمین والے کو فنا دامنگیر ہے۔ لفظ علیہا پر غور کیجئے اور یہ بالکل صحیح ہے کہ ہر زمین والا ایک نہ ایک دن فنا ضرور ہوگا۔ پس اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں۔

باقی ص۲۶ پر

مرزا قادیانی اور مرزائیت کا اصلی روپ
(آخری قسط)

کیا ذیل کے عقائد رکھنے والوں کو کلیدی عہدوں پر فائز کرنا درست ہے؟

از: مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ سابق امیر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا مضمون ذیل ایک عرضداشت ہے جس میں قدرے ترمیم کر کے مضمون کی صورت میں پیش کیا جا رہا ہے تاکہ حضرت مرحوم کی تحریریں ریکارڈ میں آجائیں۔ ——— (ادارہ)

یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے مگر میں کہتا ہوں یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آگئیں اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض۔ (کشتی نوح ص ۱۶ مصنفہ مرزا غلام احمد)

(ب) یسوع مسیح کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص ۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

(ج) ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابیطس کے لئے افیون مفید ہوتی ہے پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے میں نے جواب دیا کہ آپ نے مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی لیکن اگر میں ذیابیطس کے لئے افیون کھانے کی عادت کر لوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا اور دوسرا افیونی۔ (نسیم دعوت طبع دوم ص ۶۹ مصنفہ مرزا غلام احمد)

(د) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین

(الف) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھا لیتے تھے۔ حالانکہ مشہور تھا کہ سور کی چربی اس میں پڑتی ہے۔ (مکتوب مرزا غلام احمد اخبار الفضل قادیان ۲۲ فروری ۱۹۲۴ء)

(ب) مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک جگہ لکھا ہے کہ:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خود دھوکہ جب پہلے فرشتہ جبرئیل ظاہر ہوا تو آپ نے فی الفور یقین نہ کیا کہ یہ خدا کی طرف سے ہے۔ بلکہ حضرت خدیجہؓ کے پاس ڈرتے ڈرتے آئے اور فرمایا کہ خشیت علی نفسی، یعنی مجھے اپنے نفس کی نسبت بڑا اندیشہ ہوا ہے کہ کوئی شیطانی مکر نہ ہو۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۳۸ مصنفہ مرزا قادیانی)

(ج) (۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تین ہزار معجزات ہیں۔ (تحفہ گولڑویہ ص ۴۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

اپنے متعلق لکھا ہے کہ (۲) میرے معجزات کی تعداد دس لاکھ ہے۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۶، تذکرۃ الشہادتین ص ۴۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

(د) من فرق بینی وبین المصطفیٰ فما عرفنی وما رأی۔ (الہام مرزا مندرجہ خطبہ الہامیہ ص ۱۷۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

(ترجمہ) جس نے میرے اور حضرت محمد مصطفیٰؐ کے درمیان فرق کیا اس نے مجھے پہچانا نہ مجھے دیکھا۔

تکفیر مسلمین

دعوائے نبوت کا لازمی نتیجہ تھا کہ اپنے دعووں کے منکرین کو کافر کہا جائے چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا:

(الف) خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۶۳ مکتوب مرزا غلام احمد قادیانی بنام ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی)

(ب) مرزا صاحب (غلام احمد قادیانی) نے حضرت مولانا نذیر حسین صاحب محدث دہلوی کے متعلق لکھا ہے:

"جب میں دہلی گیا اور مولانا نذیر حسین صاحب غیر مقلد کو دعوت دین اسلام کی گئی۔" (اربعین مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی حاشیہ)

(حالانکہ حضرت مولانا سید نذیر حسین صاحب کوئی غیر مسلم نہ تھے بلکہ پکے اور سچے مسلمان اور ایک نامور عالم دین تھے)

(ج) مرزائیوں کے خلیفہ اول حکیم نور دین نے لکھا تھا

اسم او اسم مبارک ابن مریم می نہند
آں غلام احمد است و میرزائے قادیاں
گر کسے آرد شکے در شان او آں کافر است
جائے او باشد جہنم بے شک و ریب و گماں
(اخبار الحکم قادیان ۱۷ اگست ۱۹۰۸ء)

(ہ) مرزائیوں کے دوسرے نام نہاد خلیفہ مرزا محمود نے کہا ہے۔

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ میرے عقائد ہیں۔" (آئینہ صداقت مصنفہ مرزا محمود ص ۳۵)

(و) مرزا غلام احمد قادیانی کے دوسرے لڑکے اور ایم ایم احمد کے والد مرزا بشیر احمد ایم اے نے لکھا ہے۔

"ہر ایک شخص جو موسیٰ کو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو تو مانتا ہے مگر محمدؐ کو نہیں مانتا یا محمدؐ کو تو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔" (کلمۃ الفصل ص ۱۱۰ مصنفہ مرزا بشیر احمد ایم۔ اے)

(ز) ایم۔ ایم۔ احمد کے والد محترم کی ایک اور عبارت ملاحظہ ہو:

"غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں، ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔ ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔ اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں، ایک دینی دوسرے دنیوی۔ دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے۔ اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ ناتہ ہے سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں

کہ نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔

(ف) آخر میں مرزا غلام احمد قادیانی کا ایک عربی شعر سن لیں جس میں انہوں نے اپنے مخالفوں کے بارے میں یہ گوہر افشانی کی ہے کہ۔

ان العدیٰ صاروا خنازیر الفلا
ونساءھم من دونھن الاکلب

ترجمہ: دشمن ہمارے جنگل کے سؤر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔

قادیانیوں کو کسی کلیدی اسامی پر متعین نہ کیا جائے

مندرجہ ذیل چند ایک حوالہ جات کی روشنی میں یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے جانشینوں اور پیروکاروں کی ہمدردیاں اور وفاداریاں کسی صورت مملکت پاکستان سے نہیں ہو سکتیں۔ ان کی وفاداری کا مرکز قادیانی خلیفہ اور قادیانیت کا مرکز بھارتی شہر قادیان ہے۔ سیاسی اور مذہبی وجوہ پر پاکستان کی سالمیت اور بقاء کے نقطہ نگاہ سے کسی قادیانی کو کسی کلیدی اسامی پر تعینات کرنا قومی اور ملکی مفاد کے سراسر خلاف اور بالکل غلط ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریک دراصل برطانوی سامراج کی اسلام دشمن حکمت عملی کی پیداوار ہے۔ چنانچہ مرزا غلام احمد صاحب کی بے شمار تحریریں اس کے ثبوت میں پیش کی جا سکتی ہیں۔ صرف ایک حوالہ ملاحظہ ہو۔

(الف) مرزا غلام احمد قادیانی۔ لیفٹیننٹ گورنر پنجاب کے نام اپنی ایک چٹھی میں لکھتے ہیں۔

"سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار اور جان نثار ثابت کر چکی ہے۔ اس خود کاشتہ پودا کی نسبت نہایت ہی احتیاط اور تحقیق سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداریوں اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت کی نظر سے دیکھیں۔" (تبلیغ رسالت ج ۷، مجموعہ اشتہارات ص ۱۹
مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

(ب) علامہ اقبال مرحوم نے اپنے مشہور مضمون "قادیانی اور جمہور مسلمین" میں قادیانی گروہ کے متعلق لکھا ہے۔

"گویا یہ تحریک بھی یہودیت کی طرف رجوع ہے۔ رجعت مسیح کا تسلسل یہودی باطنیت کا جزو ہے۔"

(حرف اقبال مرتبہ لطیف احمد خان شروانی ص [illegible])

علامہ اقبال کے اس تجزیہ کی روشنی میں تحریک احمدیت اور تحریک صیہونیت دونوں میں اسلام دشمنی قدر مشترک کے طور پر موجود ہے۔ چنانچہ یہ امر قابل غور ہے کہ پاکستان کی تمام گزشتہ حکومتوں نے اپنی حکمت عملی کے اختلاف کے باوجود آج تک اسرائیل کے وجود کو تسلیم نہیں کیا اور اس میں سب سے بڑا عامل (FACTOR) اسلام دوستی اور عربوں سے دینی اخوت کا رابطہ ہے لیکن قادیانیوں نے مملکت پاکستان میں رہتے ہوئے حکومت پاکستان کی اس حکمت عملی کو مسترد کیا ہوا ہے۔ اور تل ابیب میں اپنا مشن قائم کیا ہوا ہے۔ جس کا ثبوت قادیانیوں کی ایک کتاب OUR FOREIGN MISSION میں موجود ہے۔

(ج) جہاد اسلام کا ایک مقدس دینی شعار ہے اور مسلمان قوم کی بقاء و ترقی کا راز اسی میں مضمر ہے جیسا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ الجہاد ماض منذ بعثنی اللہ الی یوم القیامۃ ٥

ترجمہ: میری بعثت سے لے کر قیامت تک جہاد کا سلسلہ جاری رہے گا۔

لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نے جہاد کی بھرپور مخالفت کی ہے۔ دو حوالے ملاحظہ ہوں:۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دیں کیلئے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۴۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

(۲) مسلمان فرقہ میں سے یہ فرقہ جس کا خدا نے مجھے امام اور رہبر اور پیشوا مقرر فرمایا ہے ایک امتیازی نشان اپنے ساتھ رکھتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس فرقہ میں تلوار کا جہاد بالکل نہیں اور نہ اس کی انتظار ہے بلکہ یہ مبارک فرقہ نہ ظاہری طور پر اور نہ پوشیدہ طور پر جہاد کی تعلیم کو ہرگز جائز نہیں سمجھتا اور قطعاً اس بات کو حرام جانتا ہے کہ دین کے لئے لڑائیاں کی جائیں۔ (تریاق القلوب ص ۳۳۲ طبع سوم اشتہار واجب الاظہار مصنفہ مرزا غلام احمد)

(د) قادیانی ٹولہ شروع ہی سے تقسیم ملک کے خلاف تھا اور اکھنڈ بھارت کے برہمنی نظریہ کا زبردست حامی تھا جبکہ مرزا محمود نام نہاد خلیفہ قادیان نے اپنے ایک بیان میں اس کی وضاحت کی۔ انہوں نے کہا:۔

"میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہندوستان کو اکٹھا رکھنا چاہتی ہے لیکن قوموں کی منافرت کی وجہ سے عارضی طور پر الگ بھی کرنا پڑے یہ اور بات ہے ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائیں۔" بیان مرزا محمود خلیفہ ربوہ (الفضل ۱۶ مئی ۱۹۴۷ء)

(ہ) قادیان کی بستی جو اب بھارتی علاقہ ہے۔ تمام قادیانیوں کے لئے متبرک اور مقدس مقام ہے۔ قادیانیوں کو اس شہر سے وہی عقیدت و محبت ہے جو مسلمانوں کو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے ہے۔ چنانچہ مرزا غلام احمد صاحب لکھتے ہیں۔

"زمین قادیان اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے۔"

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا وہ کاٹا جائے گا۔ تم ڈرو کہ تم میں سے کوئی نہ کاٹا جائے۔ پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے۔ کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں۔"

مرزا محمود خلیفہ قادیان نے اپنی ایک تقریر میں کہا:

"میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتا دیا ہے کہ قادیان کی زمین بابرکت ہے۔ یہاں مکہ اور مدینہ منورہ والی برکات نازل ہوتی ہیں۔" (تقریر مرزا محمود مندرجہ اخبار الفضل قادیان ۱۱ دسمبر ۱۹۳۲ء)

ہر قادیانی کے لئے اطاعت امیر فرض ہے اگر کسی ایسے قادیانی کو جو سرکاری ملازم ہو، بیک وقت دو متضاد

احکام موصول ہوں ایک حکومت پاکستان کی طرف سے دوسرا جماعت احمدیہ کے امیر کی جانب سے تو وہ امیر جماعت احمدیہ کے حکم کی اطاعت کا پابند ہے اور حکومت پاکستان کے حکم کو نظر انداز کر دے گا۔ جہانگیر پارک کراچی میں ہونے والے قادیانیوں کے جلسہ میں یہی صورت چوہدری سر ظفر اللہ خاں کو وزیر خارجہ کو پیش آئی تھی جب خواجہ ناظم الدین وزیر اعظم کی طرف سے جلسہ میں شرکت نہ کرنے کے حکم کو انہوں نے مسترد کر دیا اور خواجہ ناظم الدین صاحب سے صاف صاف کہہ دیا کہ میں اپنی جماعت احمدیہ کے جلسہ کی شرکت سے کسی طرح باز نہیں رہ سکتا۔ حکومت پاکستان کی وزارت خارجہ سے میرا استعفیٰ منظور کر لیں۔ امیر جماعت کے حکم کے مطابق وہ اس جلسہ میں شریک ہوئے اگرچہ ان کی شرکت کی وجہ سے جلسہ گاہ میں اور پورے شہر میں عظیم فساد برپا ہوا اور حکومت کی پوزیشن بے حد خراب ہوئی۔

اس پورے واقعہ کا تذکرہ منیر انکوائری رپورٹ ۱۹۵۳ء (اردو ایڈیشن) ص ۲۰۷ پر تفصیل سے موجود ہے۔

بقیہ :۔ دس ہزار درہم

لہٰذا حصول روزی کے لئے کوئی شرعاً حلال پیشہ اختیار کرنا چاہئے۔ اور اس کاروبار میں شرعی احکام و آداب کا خیال رکھنا چاہئے۔ اور اس ذریعہ سے بقدر حاجت روزی کے حصول پر قانع رہنا چاہئے۔

حدیث شریف میں ہے کہ فقراء جنت میں دولت مندوں سے پانچ سو برس پہلے داخل ہوں گے۔ (مشکوٰۃ)

نیز حدیث شریف میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو اس کو دنیا سے اس طرح بچاتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی اپنے بیمار کو

... بہت بری خصلت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ :۔

دو بھوکے بھیڑیئے۔ جن کو بکریوں میں چھوڑ دیا جائے، اتنا نقصان نہیں پہنچاتے، جتنا انسان کے دین کو جاہ و دولت کی حرص نقصان پہنچاتی ہے۔ (ایضاً)

حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور اپنی روزی حلال طریقہ سے کماؤ کیونکہ اگر حرام طریقہ سے کماؤ گے تب بھی اتنی ہی ملے گی جتنی مقدر میں ہے (طبقات ابن سعد)۔ یہ حقیقت ہمیشہ یاد رکھیں کہ زہد اختیار کرنے اور حرص و لالچ و حرام سے بچنے میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوگی۔

حضرت ابو یعقوب بن عبداللہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ :

ادب سے تم علم سیکھو گے۔ علم سے تمہارا عمل درست ہوگا۔ عمل سے تم کو حکمت حاصل ہوگی۔ حکمت سے زہد ملے گا۔ اور اس سے توفیق نیک عمل بجا لانے کی حاصل ہوگی۔ اور زہد سے تم دنیا چھوڑ دو گے۔ دنیا چھوڑنے سے تم کو آخرت کی رغبت ہوگی۔ اور آخرت کی رغبت سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہاتھ آئے گی۔ (طبقات الکبریٰ)

بقیہ :۔ آپ کے مسائل

جواب دیا کہ تورات وغیرہ کا مطالعہ صرف علماء کرام کو جائز ہے کیونکہ ان کا اسلام کے بارے میں کافی مطالعہ ہوتا ہے مگر آجکل کے علماء کرام تو فرقہ پرستی کے اندھیرے گڑھے میں گر چکے ہیں خدا سے دعا ہے کہ تمام مسلمان علماء فرقہ پرستی سے باہر نکلیں اور آپس میں اتحاد و یگانگت پیدا کریں اور پھر صیہونی اور یہودی طاقتوں کا مقابلہ کریں۔

مولوی صاحب کے جواب سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ اگر عام آدمی کا بھی اسلام کے بارے میں مطالعہ ہو تو وہ بھی ان کتب کا مطالعہ کر سکتا ہے لیکن کیا علماء کرام پر ان کتب کا مطالعہ کرتے وقت اس حدیث کا جو میں اوپر بیان کر چکا ہوں اطلاق نہیں ہوتا۔ بعض علماء کرام تقاریر میں اکثر تورات کا ذکر کرتے ہیں۔ اس سے ایک تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے تورات وغیرہ کا مطالعہ کیا ہوا ہے اور دوسرا یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ان پر اس حدیث شریف کا اطلاق نہیں ہوتا۔ اگر نہیں تو کیوں؟

پھر اور بات ایک یہ ہے کہ تورات، انجیل وغیرہ کے مضامین پر پی ایچ ڈی وغیرہ کی ڈگری دی جاتی ہے جس سے بھی انجیل وغیرہ کا پڑھنا صحیح ثابت ہوتا ہے۔ تو کیا پی ایچ ڈی کے لئے مضمون منتخب کرنے والوں پر اس حدیث شریف کا اطلاق نہیں ہوتا؟

ج : حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جو واقعہ آپ نے ذکر کیا ہے مشکوٰۃ صفحہ ۳۰ پر مسند احمد اور شعب الایمان بیہقی کے حوالے سے اور صفحہ ۳۲ میں دارمی کے حوالہ سے مذکور ہے، مجمع الزوائد (صفحہ ۱۷۳ ج ۱) میں اس واقعہ کی متعدد روایات موجود ہیں۔

۲۔ اس حدیث کے پیش نظر مسلمانوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت (جو کامل و مکمل ہے) کے بعد یہود و نصاریٰ کی کتابوں کے مطالعہ اور ان سے استفادہ کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ یہ چیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عتاب اور ناراضگی کی موجب ہے۔

۳۔ خط کے شروع میں ان کتابوں کے مطالعہ کے جو مقاصد بیان کئے گئے ہیں وہ مستحسن ہیں، نہیں اور نہ ہر شخص اس کا اہل بھی نہیں چونکہ سائل کی علمی استعداد کے بارے میں ہمیں علم نہیں، اس لئے اس کو ان مقاصد کے لئے ان کتابوں کے مطالعہ کا مشورہ نہیں دیا جا سکتا۔

۴۔ اہل کتاب کو جواب و الزام دینے کا جو مقصد "دوست" نے بیان کیا، وہ اپنی جگہ صحیح ہے لیکن یہ عوام کا کام نہیں بلکہ اہل علم میں سے بھی صرف ان حضرات کا کام ہے جو فن مباحثہ و مناظرہ میں متخصص ہوں۔ دوسرے لوگوں کو یہ چاہئے کہ ایسے موقع پر ایسے اہل علم سے رجوع کیا کریں۔

۵۔ مولوی صاحب نے جو بات کہی وہ صحیح ہے اس موقع پر فرقہ پرستی کا قصہ چھیڑنا صحیح نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے عیسائیت کے موضوع پر ایسے متخصص اہل علم موجود ہیں جو اس کام کو خوش اسلوبی سے کر رہے ہیں اور مسلمانوں کی طرف سے فرض کفایہ بجا لا رہے ہیں۔

۸۔ آخر میں آپ کو مشورہ دوں گا کہ اگر آپ اس موضوع پر بصیرت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمہ اللہ کی کتاب "اظہار الحق" کا مطالعہ فرمائیں۔ اصل کتاب عربی میں ہے، اس کا اردو ترجمہ "بائبل سے قرآن تک" کے نام سے دار العلوم کورنگی کراچی کی طرف سے تین جلدوں میں شائع ہو چکا ہے۔

بقیہ :۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

بیسویں دلیل

قادیانی یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں ان المتقین فی جنت ونھر فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر۔ یعنی خدا کے پاس

جا کر بندے جنت میں داخل ہو جاتے ہیں اور یہ سب کچھ موت کے بعد ہے۔

بیشک اس آیت میں جس جنت کا ذکر ہے وہ بعد موت ہی ہے مگر اس آیت سے یہ کہاں ثابت ہے کہ حضرت مسیح مرگئے اور مرنے کے بعد جس جنت میں آدمی جاتا ہے۔ اس جنت میں چلے گئے۔ پس اس آیت کو بھی وفات مسیح سے کوئی تعلق نہیں۔

اکیسویں دلیل

قادیانی یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں۔ اینما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدۃ ۞ فرماتے ہیں کہ اس آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ انسان جہاں ہو موت اور لوازم موت اس پر جاری ہو جاتے ہیں۔ بیشک صحیح ہے۔ لیکن اپنے اپنے وقت مقرر پر۔ ارشاد ہے۔ اذا جاء اجلھم لا یستأخرون ساعۃ ولا یستقدمون۔ کون کہتا ہے کہ حضرت مسیح کو موت نہیں آئے گی۔ آئے گی ضرور لیکن اپنے وقت پر۔ پس اس آیت سے بھی ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت مسیح مرگئے۔

بائیسویں دلیل

قادیانی یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں ما اٰتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا ہ یعنی جو تم کو یہ رسول دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں اس سے ہٹ جاؤ۔ مرزاجی اس آیت کو پیش کر کے یہ فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرتؐ نے ہم کو دیا ہے۔ اَعمار اُمتی ما بین الستین الی السبعین واقلھم من یجوز ذلک یعنی میری امت کی عمریں ساٹھ ستر کے درمیان ہیں۔ اور بہت کم اس سے زیادہ بڑھیں گے نیز آنحضرتؐ نے انتقال کے وقت فرمایا۔ ما من نفس منفوسۃ یاتی علیہا مائۃ سنۃ وھی حیۃ۔

پہلی حدیث تو بالکل صاف ہے اور مرزاجی کے دعویٰ وفات مسیح سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے کہ اس حدیث میں عمر متجاوز ہونے کا بھی ثبوت ہے۔ اور حضرت مسیح ان ہی میں سے ہیں۔ دوسرے یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے متعلق فرمائی ہے اور حضرت مسیح ابھی آپؐ کی امت میں داخل نہیں ہوئے ہیں۔ اور جب آسمان سے نزول فرمائیں گے اور دنیا میں دوبارہ تشریف لا کر آپؐ کی امت میں داخل ہوں گے تو ساٹھ سال سے کم زندہ ہو کر فوت ہو جائیں گے۔

دوسری حدیث کا ترجمہ مرزاجی نے یوں کیا ہے کہ جو زمین پر پیدا ہوا اور خاک میں سے نکلا وہ کسی طرح سو برس سے زیادہ نہیں رہ سکتا۔ مرزاجی نے اس میں تحریف سے کام لیا ہے اس حدیث میں لفظ علی ظہر الارض بھی تھا جس کے معنی ہیں کہ زمین کے جاندار۔ یعنی جو جاندار زمین پر ہیں۔ آج سے سو سال تک کوئی بھی زندہ نہیں رہے گا۔ یعنی ان کی نسل رہ جائے گی خود نہیں رہیں گے۔ چونکہ حضرت مسیح زمین پر تو تھے نہیں جس سے مرزاجی کی دلیل میں ضعف آتا تھا اس لئے حدیث پر ہاتھ صاف کرنا چاہا۔ اور تاویل یا تحریف کر دی کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو زمین پر پیدا ہوا اور خاک میں سے نکلا۔ حالانکہ حضرت مسیح کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان علیحدہ موجود ہیں۔ کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم من السماء وامامکم منکم یعنی کیسے اچھے ہوگے تم جس وقت مسیح ابن مریم آسمان سے اتریں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

اب ہم اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔ اللہ قادیانیوں کو قبول حق کی توفیق دے اور قرآن کی تحریف کے بدترین جرم سے باز رکھے۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین

ماخوذ الصدیق ملتان ربیع الاول ۸۷ھ۔

بقیہ:۔ نماز میں خشوع

یا پوچھنے میں کسی طرح بھی شرم محسوس نہیں کرنی چاہیئے جس طرح مریض ڈاکٹر کو جسمانی بیماری کا بتانے سے اگر شرم محسوس کر گیا تو وہ جسمانی لحاظ سے یا تو ناکارہ ہو جائیگا یا ہمیشہ کے لئے اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ اسی طرح اگر ہم اسلام کے بنیادی اور ضروری مسائل پوچھنے سے عار محسوس کرتے رہے تو روحانی لحاظ سے ناکارہ اور اُخروی لحاظ سے تباہ و برباد ہو جائیں گے (اللہ بچائے) حضرت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو دیکھیں جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو کسی کی کتنی عمر تھی کسی کی کتنی لیکن انہوں نے دین سیکھنے میں ذرا شرم محسوس نہیں کی اور اس انداز سے دین سیکھا کہ پوری دنیا کے لئے نیکی اور پرہیزگاری کا اعلیٰ معیار بن گئے (اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو ایسی نمازیں پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

بقیہ:۔ عدلِ فاروقیؓ

میں داخل ہوا ہے۔

سیدنا عمر فاروقؓ نے ان تمام لوگوں کو ایک صاف اور ستھرا جواب عنایت فرمایا جو آج تاریخ اسلام کا ایک سنہرا باب ہے اور فاروقی دور کا نایاب گوہر۔

آپ نے فرمایا کہ کسی شخص کی وجاہت دنیوی یا دینوی کے اثر سے قانون کا پلڑا اس کے حق میں جھکا دیا جائے تو پھر خدا کی بادشاہت اور قیصر و کسریٰ کی ملوکیت میں کیا فرق باقی رہ جاتا ہے چنانچہ آپ نے اپنے موقف میں ذرا بھر تبدیلی نہ کی اور قرآن پاک کے اس ازلی و ابدی قانون کو سامنے رکھا کہ

واذا حکمتم فاحکموا بین الناس بالعدل

اور جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف کے دامن کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔

چنانچہ جبلہ دوسری صبح اپنے ساتھیوں سمیت پھر ہرقل سے جا ملا اور عیسائی ہو گیا۔

لیکن سیدنا عمر فاروقؓ نے عدل و انصاف کا دامن نہ چھوڑا اور ہمارے سر بحیثیت مسلمان آج بھی فخر سے بلند ہیں اور ہم برملا مطالبہ رکھتے ہیں کہ

ھو لاء اٰبائی فجئتمونی بمثلہ

بقیہ:۔ ہمارے دینی مدارس

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو (رخصت کرتے وقت) ان سے فرمایا (تم وہاں اہل کتاب میں سے ایک قوم کے پاس پہنچو گے پس جب تم ان کے پاس جاؤ تو (سب سے پہلے) ان کو اس کی دعوت دینا کہ وہ شہادت دیں (یعنی دل و زبان سے قبول کریں) کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ پس اگر وہ تمہاری یہ بات مان لیں اور یہ شہادت ادا کریں تو پھر تم ان کو بتلانا کہ اللہ نے دن رات میں تم پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ پھر جب وہ اس میں بھی تمہاری اطاعت کریں تو اس کے بعد تم ان کو بتلانا کہ اللہ نے تم پر زکوٰۃ بھی فرض کی ہے جو قوم کے مالداروں سے لی جائے گی۔ اور اس کے فقراء و مساکین کو دے دی جائے گی پھر اگر وہ تمہاری یہ بات بھی مان لیں تو پھر (زکوٰۃ وصول کرتے وقت چھانٹ چھانٹ کے) ان کے نفیس اموال نہ لینا اور مظلوم کی بددعا سے بچنا کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے۔

KHATIME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

جنّت میں گھر بنائیے

ارشادِ نبویؐ

"جس نے اللہ کیلئے مسجد بنائی، اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنت میں بنائینگے"

سب سے اچھی جگہ مسجدیں ہیں
—— الحدیث

پرانی نمائش چوک پر واقع
"جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

خستہ حالی اور بوسیدہ ہو جانے کی وجہ سے شہید کردی گئی ہے اور اب اس کی ازسرِ نو تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے۔ اہلِ خیر حضرات اس صدقہ جاریہ میں دل و جان سے حصّہ لیکر مسجد کی تعمیر کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں۔ اس وقت نقد رقوم کے علاوہ سیمنٹ، لوہا، بجری، ریت اور متعلقہ تعمیری سامان کی اشد ضرورت ہے۔ جو دوست جس صورت میں بھی تعاون کرنا چاہیں وہ مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں۔

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی نمبر ۳ فون نمبر: ۷۱۱۶۷۱

اکاؤنٹ نمبر [illegible] الائیڈ بنک
بنوری ٹاؤن برانچ